THE SCHOLAR
Islamic Academic Research Journal
ISSN: 2413-7480(Print) 2617-4308 (Online)
DOI:10.29370/siarj
Journal home page: http://siarj.com

خاندانی نظام میں ماتحت افراد کے حقوق سے متعلق اسلام اور مغرب کا تقابلی جائزہ

A COMPARATIVE ANALYSIS OF ISLAM AND THE WEST REGARDING THE RIGHTS OF SUBORDINATES IN THE FAMILY SYSTEM

1.Mumtaz Ali Bhutto
Assistant Professor, Govt Degree College Ratodero, Sindh
Email: mabhutto2012@gmail.com
ORCID ID:
https://orcid.org/0000-0002-9158-3701

2. Aijaz Ali Thaheem
Lecturer, Islamic History, Government Boys College Degree, Manghopir, Karachi, Sindh
Email: aijazthaheem@gmail.com
ORCID ID:
https://orcid.org/0000-0001-7319-2566

To cite this article:
Mumtaz Ali, and Aijaz Ali Thaheem. "A COMPARATIVE ANALYSIS OF ISLAM AND THE WEST REGARDING THE RIGHTS OF SUBORDINATES IN THE FAMILY SYSTEM." The Scholar Islamic Academic Research Journal 8, No. 2 (December 31, 2022).
To link to this article: https://doi.org/10.29370/siarj/issue15urduar5

Journal	The Scholar Islamic Academic Research Journal Vol. 8, No. 2 || July -December 2022 || P. 71-105
Publisher	Research Gateway Society
DOI:	10.29370/siarj/issue15urduar5
URL:	https://doi.org/10.29370/siarj/issue15urduar5
License:	Copyright c 2017 NC-SA 4.0
Journal homepage	www.siarj.com
Published online:	2022-12-31

BY NC SA
Open Access

خاندانی نظام میں ماتحت افراد کے حقوق سے متعلق اسلام اور مغرب کا تقابلی جائزہ

A COMPARATIVE ANALYSIS OF ISLAM AND THE WEST REGARDING THE RIGHTS OF SUBORDINATES IN THE FAMILY SYSTEM

ABSTRACT:

Family is the primary and basic unit of a society. Stronger the family, stronger the society; weaker the family, weaker the society. If incoherent, disorganized, and lopsided is the institution of family, no power on earth can fill its void. This article highlights the comparative analysis of Islamic & Western dimensions of the family system. The perspective of family in Islam, its composition and importance is compared and contrasted with various family systems in the west. The family is in fact the part and parcel of the social order of Islam. The Islamic society is an ideological society based on the ethical and moral enlightenment and awareness.

KEYWORDS: Islamic Social Order, Family Institution, West

کلیدی الفاظ: اسلامی، معاشرتی، ترتیب، خاندانی، نظام، مغربی دنیا

خاندانی نظام کے معنی و مفہوم:

عربی میں خاندان کے لئے لفظ "الاسرۃ" استعمال ہوتا ہے۔ جس کا مادہ "اس ر" ہے۔ جو کہ مختلف معنوں اور حرکات میں استعمال ہوتا ہے۔ علامہ ابنِ منظور کے مطابق "اسر" مختلف حرکات کے ساتھ پڑھا جا سکتا ہے۔ مثلاً: اَسَرَ، اسر، اُسر، اور لمبا کھینچ کر پڑھا جائے جیسے اسار، اسیر، اسیرۃ جو کہ "الحبس والامساک" یعنی گرفتار یا قید کرنے کے معانی میں استعمال ہوتا ہے۔[1]

خاندان کی اصطلاحی تعریف:

خاندان سے مراد آل اولاد اور والد کی طرف سے قریبی رشتے داروں کو کہا جاتا ہے۔

[1] Ibn- e- Manzoor Africi, Lisan ul Arab, Dar ul Haya Altaras ul Arabi, Beruit, 1998, 223/4.

علامہ شامی ابنِ عابدین کے مطابق خاندان کی تعریف یہ ہے کہ:

اھلہ زوجۃ وقال یعی صاحبی ابا حنیفۃ کل من فی عیالہ و نفقتی غیر ممالکیہ[2]

لقولہٖ تعالیٰ(فنجیناہ واھلہ اجمعین)[3]

امام ابو یوسف اور امام محمدؒ کے ہاں کسی شخص کی کفالت میں غلاموں کے علاوہ باقی جو بھی افراد شامل ہیں وہ سب خاندان کے زمرے میں آجاتے ہیں یعنی خاندان کہلاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: "ہم نے ان کو اور ان کے خاندان کو نجات دی۔

اسی طرح عربی لغت میں مادہ "عول" ہے جس کے ذیل میں "عائلۃ" مصدر سے خاندان کا مفہوم لیا گیا ہے۔ جیسا کہ عربی زبان میں خاندان کے سربراہ کے لئے "عیال الرجل" استعمال ہوتا ہے۔ لسان العرب میں ہے کہ:

وعیال الرجل و علیہ الذین یتکفل بھم و قد یکون العیل واحدا و الجمع عالۃ[4]

آدمی کے عیال سے مراد وہ لوگ ہیں جن کی وہ کفالت کرتا ہے۔ عیل واحد ہے اور اس کی جمع عالۃ ہے۔

اھل:

لفظ "اھل" اسرۃ کے مترادف ہے جو کہ خاندان کے لئے استعمال ہوتا ہے۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

اِذْ رَاٰ نَارًا فَقَالَ لِاَهْلِهِ امْكُثُوْٓا اِنِّيْٓ اٰنَسْتُ نَارًا[5]

جب اس نے ایک آگ دیکھی اور اپنے گھر والوں سے کہا ذرا ٹھہرو میں نے آگ دیکھی ہے

ایک اور جگہ ارشادِ ربانی ہے:

فَاَنْجَيْنٰهُ وَاَهْلَهٗٓ اِلَّا امْرَاَتَهٗ[6]

آخر کار ہم نے لوط علیہ السلام اور ان کے گھر والوں کو سوائے ان کی بیوی کے بچالیا

[2] Ibn- e- Aabideen, Muhammad bin Abdul Aziz Aabideen Al Hanafi, Dar ul Fiqar, Beriut, vol.II, 1992, 452/5
[3] Al-Quran: 26:170
[4] Ibn- e- Manzoor Africi, Lisan ul Arab, Bazel mada ool, Bairoot, Taba sadisa, 1997, 785/11.
[5] Al-Quran: 20:10
[6] Al-Quran: 7: 83

قرآنِ پاک میں خاندان کا ذکر کئی جگہوں پہ آیا ہے۔

فَلَمَّا دَخَلُوْا عَلَيْهِ قَالُوْا يٰۤاَيُّهَا الْعَزِيْزُ مَسَّنَا وَاَهْلَنَا الضُّرُّ[7]

"پس جب وہ آپ کے پاس داخل ہوئے تو کہنے لگے اے عزت والے ہمیں اور ہمارے خاندان کو سخت مصیبت پہنچی ہے۔"

"وَوَهَبْنَا لَهٗۤ اَهْلَهٗ وَمِثْلَهُمْ مَّعَهُمْ رَحْمَةً مِّنَّا وَذِكْرٰى لِاُولِى الْاَلْبَابِ"[8]

"اور ہم نے اس کے اہل و عیال اور ان کے ساتھ اتنے ہی مزید اپنی خاص رحمت عطا کی اور یہ عقل رکھنے والوں کے لئے یاد دہانی ہے"

دراصل بچوں کے بچپن سے لیکر بلوغت تک رسائی کے دوران انکی نشو و نما، پرورش اور تحفظ خاندان کی ذمہ داری ہے جو کہ ایسے خوشگوار خاندانی ماحول میں ہونی چاہیے جہاں پر عزت، احترام، پیار، محبت، افہام و تفہیم اور باہمی تعلقات سے ربط ہو تاکہ اسکی شخصیت ایک متوازن نشو نما حاصل کر سکے۔ اسے ایسی تعلیم دی جائے کہ وہ مذہبی، تہذیبی، سماجی اور اخلاقی اقدار کو مدِ نظر رکھتے ہوئے پروان چڑھ سکے۔[9]

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہمانے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا۔ آپ نے فرمایا کہ تم میں سے ہر ایک نگراں ہے اور اس کے ماتحتوں کے متعلق اس سے سوال ہو گا۔ امام نگراں ہے اور اس سے سوال اس کی رعایا کے بارے میں ہو گا۔ انسان اپنے گھر کا نگراں ہے اور اس سے اس کی رعیت کے بارے میں سوال ہو گا۔ عورت اپنے شوہر کے گھر کی نگراں ہے اور اس سے اس کی رعیت کے بارے میں سوال ہو گا۔ خادم اپنے آقا کے مال کا نگراں ہے اور اس سے اس کی رعیت کے بارے میں سوال ہو گا۔[10]

تعلیماتِ اسلامی ہمیں یہ سکھاتی ہیں کہ جو شخص جس فرضِ منصبی پر فائز ہے جیسا کہ گھر کا سربراہ ہو، حاکمِ وقت ہو، آقا ہو، ان سب سے اپنے ماتحت افراد اور ان کے حقوق و فرائض ادا کرنے کے متعلق پوچھا جائیگا کہ آپ نے کس طرح اپنا فرضِ منصبی نبھایا ہے۔ اگر ان حقوق و فرائض کی صحیح طور پر ادائیگی ہو گی تو اجر و ثواب کا باعث بنے گا ورنہ حقوق و

---

[7] Al-Quran: 12: 88
[8] Al-Quran: 38: 43
[9] Universal declaration of Human Rights, Article, 26-3& Article 25-26
[10] 10.Sahi Bukhari, vol.1, Hadith: 893

فرائض کی پامالی کی صورت میں سزا کا حقدار ہو گا۔

قرآن و حدیث کی روشنی میں بیوی کے حقوق و فرائض کا جائزہ:

انسانی زندگی میں شادی کے اثرات بڑے ہی دور رس اور اس کے تقاضے بہت ہی اہم ہوتے ہیں۔ خاوند اور بیوی کا باہمی تعلق کچھ اس طرح کا ہے کہ ان میں سے ہر ایک کے دوسرے پر بدنی، مالی اور اجتماعی حقوق عائد ہوتے ہیں۔ لہٰذا خاوند اور بیوی کے لئے ضروری ہے کہ دینی دستور کے مطابق اپنا رہن سہن رکھے اور ایک کے فرائض اور واجبی حقوق نہایت فراخدلی کے ساتھ اور بغیر کسی کراہت اور ٹال مٹول کے خوش دلی سے انجام دے۔ حضور اکرم ﷺ نے عورت کو بطور بیوی ایک پر وقار اور عزت و احترام پر مبنی معاشرتی اور سماجی رتبہ عطا کیا اور ساتھ ہی ساتھ اسے تمام معاشی و معاشرتی حقوق سے بھی نوازا۔

بیوی کے جو بنیادی طور پر حقوق و فرائض ہیں وہ کچھ اس طرح سے ہیں:

1۔ حق مہر 2۔ رہائش 3۔ نان و نفقہ 4۔ عزت و ناموس کی حفاظت 5۔ تعلیم و تربیت 6۔ حسنِ معاشرت 7۔ طلاق / خلع [11]

1۔ حق مہر:

مہر سے مراد وہ مال ہے جو نکاح کے وقت عورت کو دیا جاتا ہے۔ دین اسلام نے شادی کرنے والے مرد پر مہر کی ادئیگی کو فرض قرار دیا ہے۔ جس پر پوری امت کا اتفاق ہے جس کے دلائل قرآن و حدیث میں بیان کئے گئے ہیں۔

قرآنِ پاک میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

وَاٰتُوا النِّسَآءَ صَدُقٰتِهِنَّ نِحْلَةً[12]

اور عورتوں کے حق مہر خوش دلی سے ادا کرو

اگر عورت اپنی رضا خوشی کے ساتھ اپنے مہر کا کچھ حصہ خود معاف کرتی ہے تو جائز ہے لیکن ایسا کرنے کے لئے اسے مجبور نہیں کیا جا سکتا۔ مذکورہ آیتِ مبارکہ میں اللہ رب العزت وضاحت فرماتے ہیں:

فَاِنْ طِبْنَ لَكُمْ عَنْ شَيْءٍ مِّنْهُ نَفْسًا فَكُلُوْهُ هَنِيْٓــًٔـا مَّرِيْٓـــًٔـا[13]

[11] Madani, Abdul Hadi Abdul Khaliq, Beevi our Shohar ke Huqoq, Darul Istaqama, Sidharith Nagar, UP, 2005, p 52.

[12] Al-Quran: 4: 4

پھر اگر وہ خوش دلی سے مہر میں سے تمہیں کچھ دے دیں تو اسے پاکیزہ، خوشگوار (سمجھ کر) کھاؤ

عن انس ان عبد الرحمن بن عوف جاء وعلیه ردع من زعفران، فقال رسول الله صلی الله علیه وسلم: مهیم قال: تزوجت امراة، قال: وما اصدقت؟ قال: وزن نواة من ذهب، قال: "اولم، ولو بشاة[14]

انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ آئے اور ان پر زعفران کے رنگ کا اثر تھا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا یہ کیا ہے؟ انہوں نے کہا: میں نے ایک عورت سے شادی کی ہے (یہ اسی کا اثر و نشان ہے)۔ آپ نے پوچھا؟ مہر کتنا دیا؟ کہا: کھجور کی گٹھلی کے وزن کے برابر سونا، آپ نے فرمایا: ولیمہ کرو اگرچہ ایک بکری ہی کیوں نہ ہو۔

شریعتِ محمدیؐ نے عورت کے حق مہر کی پاسبانی کی ہے۔ اصل میں حق مہر عورت کے لئے اللہ ربّ العزت کی طرف سے ایک تحفہ اور عطیہ ہے اور ساتھ ہی ساتھ تکریم و اعزاز کا ایک رمز بھی۔

2۔ رہائش:

قرآن پاک کی روشنی میں بیوی کے لئے رہائش مہیا کرنا شوہر پر واجب ہے۔

اَسْكِنُوْهُنَّ مِنْ حَيْثُ سَكَنْتُمْ مِّنْ وُّجْدِكُمْ[15]

مطلقہ عورت کو زمانہء عدت میں وہیں رکھو جہاں تم خود رہتے ہو جیسی بھی جگہ تمھیں میسر ہو

قابلِ غور بات یہ ہے کہ جس عورت کو طلاق رجعی دی گئی ہے جب اس عورت کے لئے رہائش فراہم کرنا لازم قرار دیا گیا ہے تو جو عورت آدمی کے نکاح میں ہے بدرجہء اولی وہ رہائش کی حقدار ہو گی۔

ایک اور جگہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

وَعَاشِرُوْهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ[16]

اور ان کے ساتھ بھلے طریقے سے زندگی بسر کرو

آدمی کو چاہیے کہ اپنی بیوی کو گھر اور ٹھکانا مہیا کرے جہاں پر عورت اپنا سامان بحفاظت رکھ سکے۔ جہاں پر رہ کر وہ دوسرے لوگوں کی نظر سے بچ سکے اور شوہر کے ساتھ پر لطف زندگی بسر کر سکے۔ اچھے طریقے سے زندگی گذارنے

---

13 Al-Quran: 4: 4

14 Sunan Abu Dawood, Vol.2, Hadith, 2109, Kitab ul Nikah, Bab: Alruksat fi al sufrat inadat-tazweej.

15 Al-Quran:65:6

16 Al-Quran: 4: 19

میں یہ سب ہی شامل ہو جاتا ہے۔

3۔نان ونفقہ :

نان ونفقہ سے مراد وہ خرچہ جو کہ خاوند پر لازم ہے کہ وہ اپنی بیوی کو فراہم کرے۔ جس کی شرعاً کوئی مقدار مقرر نہیں لیکن متوسط اعتبار سے خرچ کرنا خاوند پر لازم ہوتا ہے۔[17]

اسلام میں بیوی کا نان ونفقہ شوہر پر لازم ہے۔ارشادِ خداوندی ہے :

ایک اور مقام پر ارشادِ خداوندی ہے :

اَلرِّجَالُ قَوّٰمُوْنَ عَلَى النِّسَآءِ بِمَا فَضَّلَ اللّٰهُ بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ وَّبِمَآ اَنْفَقُوْا مِنْ اَمْوَالِهِمْ [18]

"مرد عورتوں پر حاکم ہیں(ان کی معاش کے ذمہ دار اور منتظم ہیں)اس لئے اللہ تعالٰی نے ایک کو دوسرے پر فضیلت دے رکھی ہے اس لئے بھی کہ وہ اپنا مال خرچ کرتے ہیں"

ایک اور حدیث میں ہے کہ :

"حضرت عائشہ رضہ سے روایت ہے کہ ابو سفیان رضہ کی بیوی ہندہ رضہ نے رسول اکرم ﷺ سے عرض کرتے ہوئے کہا کہ ابو سفیان بخیل آدمی ہیں وہ مجھے خرچہ اتنا نہیں دیتے کہ میرے لئے اور میرے ی بچوں کے لئے کافی ہو جائے مگر یہ کہ میں خود بخود انکے علم کے بغیر ان کے مال میں سے لیا کروں۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: تم دستور کے مطابق اتنا مال لے لیا کرو جو تمھیں اور تمھارے بچوں کے لئے کافی ہو جائے"[19]

[17] Shami, 897/2, bab 2, Babun-nafaqa.
[18] Al-Quran: 4: 34
[19] Sahi Bukhari, vol. I, Hadith, 2285

اس حدیثِ مبارکہ سے واضح ہوتا ہے کہ بیوی کا خرچہ اس کے شوہر کی ذمہ داری ہے۔اگر وہ اسکی ضرورت کے مطابق نہیں دیتا تو بیوی شوہر کو بتائے بغیر از خود لے سکتی ہے۔لیکن مقصد یہ ہونا چاہیے کہ گھر کے ضروری اخراجات پورے ہو سکیں۔فضولیات میں خاوند کے مال کو خرچ کرنا،اجاڑنا یا تباہ و برباد کرنا ہرگز مقصود نہ ہو۔

یہ بات واضح رہے کہ شوہر پر بیوی کا خرچہ اس لئے لازم ہے کہ وہ محتاج و فقیر ہوتی ہے بلکہ بیوی نے عقد نکاح کی بنا پر اپنا سارا وقت شوہر کی خدمت کے لئے لگا رکھا ہے اس لئے بیوی اگر امیر بھی ہو تب بھی اسکا خرچہ لازم ہے۔

4۔عزت و ناموس کی حفاظت:

بیوی شوہر کا قیمتی خزانہ ہوتی ہے اس لئے اس عزت و ناموس کی حفاظت کرنا اسکا اہم فریضہ بن جاتا ہے۔شوہر کی ذمہ داری ہے کہ نہایت غیر تمندی سے اپنی بیوی کو لوگوں کی سازشی نگاہوں اور زبانوں سے محفوظ رکھے۔یہ بات واضح رہے کہ غیرت بیوی سے بدگمانی کا نام نہیں ہوتا بلکہ یہ صفت تو قابل مذمت ہوتی ہے۔

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لیس منا من خبب امراۃ علیٰ زوجھا او عبدًا علیٰ سیدہ [20]

رسولِ اکرم ﷺ نے فرمایا جو کسی خادم کو مالک کے خلاف بگاڑ دے وہ ہم میں سے نہیں اور جو کسی عورت کو شوہر کے خلاف بگاڑ دے وہ ہم میں سے نہیں۔

بیوی کو خاوند کے خلاف بھڑکانا،بگاڑنا اور دونوں میں اختلاف،جدائی اور علیحدگی پیدا کرنے کی کوشش کرنا اسلام میں عظیم گناہ ہے۔اور ایسے عمل سے زیادہ خوشی شیطان کو میسر ہوتی ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: شیطان پانی پر اپنا فرش بچھاتا ہے پھر اپنے لشکروں کو بھیجتا ہے اور شیطان سے سب سے قریبی رشتہ اس شیطان کا ہوتا ہے جو سب سے زیادہ فتنہ باز ہو۔ان میں سے ایک شیطان آتا ہے اور کہتا ہے: میں نے ایسا اور ایسا کر دیا۔ابلیس کہتا ہے تو نے کچھ نہیں کیا۔پھر دوسرا آتا ہے اور کہتا ہے: میں نے اسے نہیں چھوڑا حتیٰ کہ اسکے اور اسکی بیوی کے درمیان جدائی پیدا کر دی۔ابلیس اسے اپنے سے قریب کرتا ہے اور کہتا ہے تو نے کیا خوب کیا اور اسے چمٹا لیتا ہے۔[21]

عورت کا حسن اسکے گھر میں رہنے سے ہی ہوتا ہے لہٰذا اسے مردوں کی سوسائٹی اور انجمنوں کا حصہ بننے سے گریز کرنا

[20] Sunan Abu Dawood, vol. 2, Hadith: 2175.

[21] Sahi Muslim, vol. Hadith: 7016,

چاہیے۔ فحش میگزین، عریاں ناولوں اور گندی کہانیوں میں مصروف رہنے سے اچھا ہے کہ وہ اپنے اوپر عائد ذمہ داریوں پر دھیان دے اور اپنی عزت اور ناموس کو بحال رکھے۔

5۔ تعلیم و تربیت:

اللہ تعالیٰ نے کلام مقدس میں ارشاد فرمایا ہے کہ:

"یَآاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا قُوْٓا اَنْفُسَكُمْ وَاَهْلِیْكُمْ نَارًا وَّقُوْدُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ"[22]

اے لوگو جو ایمان لائے ہو، بچاؤ اپنے آپ کو اپنے اہل وعیال کو اس آگ سے جس کا ایندھن انسان اور پتھر ہونگے کسی صاحبِ عقل سے یہ بات مخفی نہیں ہے کہ جہنم کی آگ سے بچنے کے لئے اصولِ دین کی تعلیم ضروری ہے۔ توحید، ایمان، ارکانِ اسلام، عبادات و معاملات، حلال و حرام اور مکارمِ اخلاق سکھا کر اہل وعیال کی تربیت کرنی چاہیے۔
اللہ تعالیٰ نے اپنے رسوک محمدؐ رسول اللہؐ کو حکم دیا کہ اپنے گھر والوں کو صلواۃ کا حکم دیں۔ ارشادِ ربانی ہے کہ:

"وَاْمُرْ اَهْلَكَ بِالصَّلٰوةِ وَاصْطَبِرْ عَلَيْهَا"[23]

اپنے گھر والوں کو نماز کا حکم دیجیئے اور خود بھی اس پر ڈٹ جایئے

عورتوں کے مخصوص مسائل کی تعلیم بیوی کے لئے ضروری ہے۔ مثلاً نفاس، حیض اور استحاضہ کے مسائل، شوہر کو ان کے مسائل کا علم ہو تو ٹھیک ہے ورنہ کسی عالم سے پوچھ کر اپنی بیوی کو بتانا چاہئیے اور اس میں کوئی کوتاہی نہ کرنی چاہئیے۔

6۔ حسنِ معاشرت:

زندگی بھلے انداز سے بسر کرنے کو حسنِ معاشرت کہا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآنِ پاک میں فرمایا:

"وَعَاشِرُوْهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ ۚ فَاِنْ كَرِهْتُمُوْهُنَّ فَعَسٰٓى اَنْ تَكْرَهُوْا شَيْـًٔا وَّيَجْعَلَ اللّٰهُ فِيْهِ خَيْرًا كَثِيْرًا"[24]

"اور انکے ساتھ بھلے طریقے سے زندگی بسر کرو اگر وہ تمھیں ناپسند ہوں تو ہو سکتا ہے کہ ایک چیز تمھیں پسند نہ ہو مگر اللہ نے اس میں بہت کچھ بھلائی رکھ دی ہو"

مذکورہ آیتِ کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے بھلے طریقے سے زندگی بسر کرنے کا جو حکم دیا ہے وہ جامع ہے جس کے اندر بہت سی باتیں آ جاتی ہیں مثلاً: خاوند اپنی بیوی کو مہر پوری طرح ادا کرے، نان و نفقہ مکمل طور پر دے۔ جیسا کہ حسنِ

[22] Al-Quran: 66: 46
[23] Al-Quran: 20: 132
[24] Al-Quran: 4: 19

معاشرت ایک جامع اور وسیع مفہوم پر مشتمل ہے لہٰذا حسنِ معاشرت کے اہم تقاضے بیان کئے جاتے ہیں۔

(الف) خوش اخلاقی سے پیش آنا:

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: کمل المؤمنین ایماناً احسنهم خلقا وخیارکم خیارکم لنسائکم"[25]

رسول اکرم ﷺ کا فرمان ہے، "ایمان کے لحاظ سے کامل مومن وہ ہے جو اخلاق میں سب سے اچھا ہے اور تم میں سب سے بہتر شخص وہ ہے جو اپنی بیویوں کے لئے سب سے بہتر ہو"

(ب) چہرے پر شگفتگی رکھنا:

"ولا تحقرن شیئاً من المعروف، وان تکلم اخاك وانت منبسط الیه وجهك ان ذالكؐ من المعروف"[26]

"حضور اکرم ﷺ کا فرمان ہے "کسی نیکی کو حقیر مت سمجھوا گرچہ اپنے بھائی سے خندہ پیشانی سے ملنا ہی کیوں نہ ہو، وہ بھی ایک نیکی ہے"

(ث) خوبیوں اور خامیوں کے پہلو کا موازنہ کرنا:

خوبیاں اور خامیاں انسانی فطرت کا حصہ ہوتی ہیں اس لئے خوبیوں اور خامیوں پر نظر ضرور ہونی چاہئیے لیکن اس کی خوبیوں کو ترجیح پر رکھنا چاہئے۔

"قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا یفرك مؤمن مؤمنةً ان کرہ منها خلقاً رضی منها آخر او قال غیرہ"[27]

"رسولِ خدا ﷺ نے فرمایا: "کوئی مؤمن مرد اپنی مؤمنہ بیوی سے بغض نہ رکھے۔ اگر اس کی کوئی پسند نہ ہو گی تو ضرور کوئی دوسری پسند ہو گی"

(ج) خامیوں کو نظر انداز کرنا:

شوہر کو چاہئیے کہ بیوی کی خامیوں پر صبر کرے اور حقوق اللہ کے علاوہ دیگر کوتاہیوں کو نظر انداز کرے یہ حسنِ معاشرت ہے۔

---

[25] Musnad Ahmed, Vol.2, Hadith: 472
[26] Sunan Abu Dawood, vol. 4, Hadith: 4084.
[27] Sahi Muslim, Vol. 1, Hadith :1377.

عن عائشۃ قالت: "ماضرب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خادماً لہٗ ولا امراۃ، ولا ضرب بیدہٖ شیئاً"[28]

ترجمہ: "حضرت عائشہ رضہ کا بیان ہے کہ "رسول اللہ ﷺ نے کبھی کسی کو اپنے ہاتھ سے نہیں مارا، نہ کسی عورت کو نہ کسی خادم کو۔

(د) شیرین کلام کرنا:

اپنی بیوی کو شیرین کلام، میٹھی باتوں اور میٹھے بول سے خوش رکھیں کیونکہ وہ آپ کے اس لہجے کی منتظر بھی رہتی ہے اور مستحق بھی۔

(ر) مشورے اور رائے کا احترام کرنا:

بیوی اگر کسی معاملے میں صحیح مشورہ دیتی ہے تو اس کی رائے کا احترام کریں، یہ حسنِ معاشرت کا تقاضہ ہے۔

" حضور اکرم ﷺ نے صلح حدیبیہ مکمل ہونے پر صحابہ کرام کو اپنی قربانیاں کرنے اور سر منڈا کر یا بال کٹوا کر احرام کھول دینے کا حکم دیا تو صحابہ کرام میں سے کوئی نہ اٹھا۔ حضرتِ امِ سلمہ رضہ نے آپ ؐ کو مشورہ دیا کہ آپ خود کسی سے بات کئے بغیر نکلیں اور اپنی قربانی کر ڈالیں اور اپنا سر منڈا لیں۔ چنانچہ آپ ؐ نے ایسا ہی کیا اور پھر سارے صحابہ کرام اٹھ کھڑے ہوئے اور انھوں نے آپ ؐ کی پیروی کی"[29]

(ز) گھر میں داخل ہوتے وقت سلام کرنا:

جب آدمی گھر میں داخل ہو تو اپنے گھر والوں کو سلام کرے۔ ارشادِ خداوندی ہے:

"فَاِذَا دَخَلْتُمْ بُيُوْتًا فَسَلِّمُوْا عَلٰٓى اَنْفُسِكُمْ تَحِيَّةً مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ مُبٰرَكَةً طَيِّبَةً"[30]

"البتہ جب گھروں میں داخل ہوا کرو تو اپنے لوگوں کو سلام کیا کرو، دعائے خیر، اللہ کی طرف سے مقرر فرمائی ہوئی، بڑی برکت اور پاکیزہ"

(س) علاج کرانا:

بیوی اگر بیمار ہو جائے تو اسے دوا اور علاج مہیا کرنا حسنِ معاشرت کا حصہ ہے پھر چاہے وہ بیماری کتنی ہی لمبی کیوں نہ ہو۔

[28] Ibne Maja, Vol.3, Hadith:1984.
[29] Sahi Bukhari,Vol. vol. 3, Hadith: 2732.
[30] Al-Quran: 24: 61

The Scholar Islamic Academic Research Journal
Vol. 8, No. 2 || July –December 2022 || P. 71-105
https://doi.org/10.29370/siarj/issue15urduar5

شوہر کو بیوی کی دیکھ بھال اور نگرانی کے لئے بنفسِ نفیس ہونا چاہیئے۔

حضرت عثمان رضہ کی بیوی مطہرہ حضرتِ رقیہ بنت رسولؐ غزوہء بدر کے موقع پر بیمار تھیں۔ آپؐ نے حضرت عثمان رضہ سے فرمایا:

"واما تغیبهُ عن بدرٍ فانهُ كان تحته بنت رسول الله صلى الله عليه وسلم وكانت مريضة،

فقال لهُ رسول الله صلى الله عليه وسلم: ان لك اجر رجل ممّن شهد بدراً وّ سهمه"[31]

تم انکے ساتھ ٹھہرو (انکی تیمارداری کرو) تمھیں بدر میں حاضر ہونے والوں کا ثواب ملے گا اور مالِ غنیمت میں سے حصہ بھی ملے گا

(ش) عدل وانصاف کرنا:

اگر کسی شخص کو ایک زیادہ بیویاں ہوں تو نان و نفقہ دینے اور ان کے درمیان باری تقسیم کرنے میں عدل وانصاف کرے یہ حسنِ معاشرت کا تقاضا ہے۔

اللہ پاک کا ارشاد ہے:

"اِنَّ اللهَ يَأۡمُرُ بِالۡعَدۡلِ وَالۡاِحۡسَانِ"[32]

"بیشک اللہ تعالیٰ تمہیں عدل اور حسنِ سلوک کا حکم دیتا ہے"

(ص) گھریلو کام کاج میں ہاتھ بٹانا:

شوہر کو اگر فرصت ملے تو گھر کے کام کاج میں اپنی بیوی کا ہاتھ بٹانا چاہیئے یہ حسنِ معاشرت ہے۔

"حضرتِ عائشہ رضہ فرماتی ہیں کہ: رسولِ خداؐ اپنے اہل کی خدمت میں ہوا کرتے تھے۔ جب نماز کا وقت ہوتا تو نماز کے لئے نکلتے"[33]

(ض) وفات کے بعد بھی ذکرِ خیر کرنا:

بیوی اگر فوت ہو جائے تو پھر بھی اسکی وفاداری کو قائم رکھنا حسنِ معاشرت کا تقاضا ہے۔ حضرتِ خدیجہ رضہ کی وفات کے بعد آپؐ بکثرت ان کی مدح و ثنا اور انکی فضیلت بیان کرتے رہتے تھے۔

---

[31] Sahi Bukhari,Vol. vol. 3, Hadith: 3698.
[32] Al-Quran: 16: 90
[33] Sahi Bukhari, Vol. vol. 1, Hadith: 676.

The Scholar Islamic Academic Research Journal
Vol. 8, No. 2 || July –December 2022 || P. 71-105
https://doi.org/10.29370/siarj/issue15urduar5

"حضرتِ عائشہ رضہ کہتی ہیں مجھے جو خدیجہ سے غیرت تھی وہ کسی اور بیوی سے نہیں تھی کیونکہ نبی ﷺ انھیں بہت یاد کیا کرتے تھے"[34]

اگر ہم آج کے معاشرے میں نبیء رحمتؐ کے طریقے پر عمل کرتے ہوئے حسنِ معاشرت کے انداز اپنائیں تو اس معاشرے کے ہر گھر سے جھگڑے، فساد، بے چینی ختم ہو سکتی ہے۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ اللہ پاک کے احکامات اور سنتِ رسولؐ کی روشنی میں زندگی بسر کریں۔

7۔ طلاق/خلع

کسی وجہ سے اگر بیوی کے دل میں شوہر کے لئے نفرت پیدا ہو جائے اور وہ شوہر سے علیحدگی اختیار کرنا چاہتی ہو تو اس صورت میں خلع کا حق استعمال کر سکتی ہیں۔ کلامِ مقدس میں ارشادِ خداوندی ہے:

"فَإِنْ خِفْتُمْ أَلَّا يُقِيمَا حُدُودَ اللَّهِ ۙ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَا فِيمَا افْتَدَتْ بِهِ"[35]

"پھر اگر تمھیں اندیشہ ہو کہ دونوں اللہ کی حدود کو قائم نہ رکھ سکیں گے، ان پر کوئی گناہ نہیں کہ بیوی (خود) کچھ بدلہ دے کر (اس تکلیف دہ بندھن سے) آزادی حاصل کرلے"

اگر ایسی صورتحال ہو کہ شوہر بیوی کو طلاق دے تو وہ پھر عطا کردہ مال واپس نہ لیا جائے لیکن شوہر کی طرف سے اگر کوئی خرابی نہ ہو البتہ بیوی کسی وجہ سے اسکے ساتھ نہیں رہنا چاہتی تو خلع کا مطالبہ کرنا اسکا حق ہے اور جب علیحدگی ہو جائے تو مرد کی طرف سے دی گئی رقم (حق مہر کی رقم) شوہر واپس لینے کا اختیار رکھتا ہے جس کا تذکرہ مذکورہ بالا آیتِ کریمہ میں بیان کیا گیا ہے۔

"حضرت ابن عباس رضہ سے روایت ہے کہ حضرت ثابت بن قیس رضہ کی بیوی نبی اکرمؐ کے پاس آکر کہنے لگی کہ اے اللہ کے رسولؐ میں ثابت بن قیس رضہ کے اخلاق سے ناراض ہوں اور نہ انکے دین پر عیب لگاتی ہوں، مگر میں اسلام میں آکر کفرانِ نعمت کو پسند نہیں کرتی۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ان کا باغ (جو کہ حق مہر میں تمھیں ملا تھا) واپس کرو گی؟ وہ بولی: جی ہاں۔ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: باغ لو اور اسے طلاق دے دو۔[36]

[34] Sahi Bukhari, Vol. vol. 2, Hadith: 3817.
[35] Al-Quran: 2: 229

[36] Sahi Bukhari, Vol. vol. 5, Hadith: 2021.

The Scholar Islamic Academic Research Journal
Vol. 8, No. 2 || July –December 2022 || P. 71-105
https://doi.org/10.29370/siarj/issue15urduar5

اگر خاوند اور بیوی میں نفرت اس قدر بڑھ گئی ہو کہ انکا اکٹھے رہنا ممکن نہ ہو تو علیحد گی اختیار کرنی چاہیئے۔ علیحد گی کی دو صورتیں ہیں پہلا یہ کہ شوہر طلاق دے، دوسرا بیوی معاملہ عدالت میں لے جائے۔ عدالت میں معاملہ پہنچنے کے بعد قاضی یا جج کو پہلی ترجیح زوجین میں مصالحت کرانا ہو گی۔ مصالحت نہ ہونے کی صورت میں قاضی یا جج شوہر کو اس بات پر آمادہ کرے کہ وہ رضاکارانہ طور پر طلاق دے۔

اگر شوہر طلاق دینے لے لئے راضی نہ ہو تو بیوی کو چاہیئے کہ لین دین کرکے شوہر کو طلاق دینے کے لئے راضی کرلے۔ جس کو خلع بھی کہا جاتا ہے۔ طلاق یا خلع ہونے کے بعد بیوی ایامِ عدت گذارے گی پھر جہاں چاہے نکاح کر سکتی ہے۔

قرآن وحدیث کی روشنی میں اولاد کے حقوق وفرائض کا جائزہ:

ہمارا اسلامی معاشرہ اولاد کو نعمتِ عظمیٰ قرار دیتا ہے اور ساتھ ہی ساتھ انسانی اقدار اور بقاو تحفظ کا ذریعہ بھی سمجھتا ہے۔ اس لئے ہر انسان اولاد کی خواہش رکھتا ہے۔اور یہ بھی سمجھتا ہے کہ اولاد نہ صرف دکھ کے وقت ہمدرد و غم خوار ہو گی بلکہ معاون و مددگار بھی ہو گی۔اولاد مادی طور پر جہاں سہارا ہوتی ہے وہاں پر روحانی تسکین کا باعث بھی ہوتی ہے۔

دین اسلام کی تعلیمات کی روشنی میں بچوں کی نگہداشت و حفاظت بہت ضروری ہے۔ بچوں کے حقوق کے سلسلے میں خصوصی احکامات دئے گئے ہیں۔ یہ حقوق دو طرح کے دئے گئے ہیں۔ پہلے قسم کے حقوق وہ ہیں جن کی ادائگی لازمی قرار دی گئی ہے اور کوتاہی کی صورت میں سزا بھی رکھی گئی ہے۔ دوسری قسم کے حقوق ادا کرنا پسندیدہ عمل ہے اور کوتاہی کی صورت میں معاشرتی واخلاقی سزا ہوتی ہے لیکن قانونی گرفت نہیں ہوتی۔ جنھیں ہم آئینی حقوق اور اخلاقی حقوق کے نام سے یاد کرتے ہیں۔

1۔آئینی حقوق:

اولاد کے معاملے میں اسلام نے صرف والدین کی صوابدید پر نہیں چھوڑا نہ ہی معاشرتی رویوں پر انحصار کیا ہے بلکہ قانونی شکل میں بچوں کو تحفظ فراہم کیا ہے اور ساتھ ساتھ غلط رویے روا رکھنے کو صرف قابلِ مذمت ہی نہیں بلکہ قابلِ سزا قرار دیا ہے۔ مندرجہ ذیل آئینی حقوق کے بارے میں اسلامی تعلیم ہمیں یہ سکھاتی ہے:

(الف)حیاتی کا حق:

عورت اور مرد کا جائز جنسی تعلق محض لذت کشی اور تفریح پر مشتمل نہیں ہوتا بلکہ نسلِ کے تسلسل کا ذریعہ ہوتا ہے۔ اس مقدس تعلق کے نتیجے میں جو بچہ جنم لیتا ہے اس کا یہ بنیادی حق ہے کہ اسکی زندگی کو محفوظ بنایا جائے۔ جو کہ

The Scholar Islamic Academic Research Journal
Vol. 8, No. 2 || July –December 2022 || P. 71-105
https://doi.org/10.29370/siarj/issue15urduar5

والدین اور معاشرے کی ذمہ داری ہے۔ کچھ انسانی معاشرے ایسے بھی تھے جہاں پر اولاد کو قتل کیا جاتا تھا۔ تعلیماتِ قرآن و سنت کے مطابق اولاد کو قتل کرنا قانونی جرم قرار دیا گیا ہے پھر چاہے وہ مذہبی عقیدے کی بنا پر ہو یا معاشی عوامل کی وجہ سے ہو۔ عرب کے کچھ ایسے بھی قبیلے تھے جہاں پر لڑکوں کی پرورش دل و جان سے کرتے تھے لیکن لڑکیوں کو زندہ در گور کر دیا جاتا تھا۔ جس عمل کی قرآن پاک نے ممانعت فرمائی ہے اور مذہبی، قبائلی اور معاشی بنیاد پر قتلِ اولاد اسلام نے ممنوع قرار دیا ہے[37].

مذہبی بنیاد پر قتلِ اولاد:

دیوتاؤں اور دیویوں کی نذر میں اولاد کی قربانی کرنا ایک مشرکانہ کلچر کی کڑی تھی جو کہ آج کے دوٗر میں کچھ معاشروں میں یہ رسم باقی ہے۔ قرآنِ پاک اس احمقانہ عمل اور قبیح رسم کی مذمت کرتا ہے۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

"وَكَذٰلِكَ زَيَّنَ لِكَثِيْرٍ مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ قَتْلَ اَوْلَادِهِمْ شُرَكَاۗؤُهُمْ لِيُرْدُوْهُمْ وَلِيَلْبِسُوْا عَلَيْهِمْ دِيْنَهُمْ وَلَوْ شَاۗءَ اللّٰهُ مَا فَعَلُوْهُ فَذَرْهُمْ وَمَا يَفْتَرُوْنَ"[38]

"اور اسی طرح بہت سے مشرکوں کے لئے انکے شریکوں نے اپنی اولاد کے قتل کو خوشنما بنا دیا ہے تاکہ ان کو ہلاکت میں مبتلا کریں اور ان پر ان کے دین کو مشتبہ بنا دیں۔ اگر اللہ چاہتا تو ایسا نہ کرتے۔ لہٰذا انھیں چھوڑ دو کہ وہ جانیں اور ان کا جھوٹ"

معاشی بنیاد پر قتل:

اس حسن و جمال سے بھری کائنات میں اللہ تعالیٰ نے انسان کے لئے لاتعداد مسائلِ حیات رکھے ہیں۔ جنھیں محنت و جدوجہد سے حاصل کرنے، ان سے استفادہ کر کے دنیوی زندگی کو مزین کرنے کا حکم دیا گیا۔ لیکن ان وسائلِ حیات پر کچھ انسانوں کے ظالمانہ رویوں کی وجہ سے قبضہ ہو جاتا ہے اور عام انسانوں اور خلقِ خدا کو ان وسائلِ حیات سے مستفید ہونے کے لئے کم حصہ ملتا ہے۔ جس کی وجہ سے بعض اوقات وہ اپنے آپ کو نہ سنبھالتے ہوئے معاشی تنگی کی وجہ سے اولاد کو قتل کرنے جیسا جرم کا ارتکاب کر بیٹھتے ہیں اور وہ اولاد سے محروم ہو جاتے ہیں۔ اللہ پاک نے معاشی بنیاد پر

---

[37] Alvi Khalid, Islam main oulad ke haqooq, Idara Tahqeeqat, Islami, Islamabad, 2007, p.9-10
[38] Al-Quran: 6: 137

قتلِ اولاد کو سختی سے منع کیا ہے۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

"وَلَا تَقْتُلُوْٓا اَوْلَادَکُمْ خَشْیَةَ اِمْلَاقٍ نَحْنُ نَرْزُقُھُمْ وَاِیَّاکُمْ اِنَّ قَتْلَھُمْ کَانَ خِطْاً کَبِیْرًا"[39]

"اور اپنی اولاد کو مفلسی کے خوف سے قتل نہ کرنا کیونکہ انکو اور تم کو ہم ہی رزق دیتے ہیں، کچھ شک نہیں کہ ان کا مار ڈالنا سخت گناہ ہے"

ایک اور جگہ ارشادِ ربانی ہے:

"وَلَا تَقْتُلُوْٓا اَوْلَادَکُمْ مِّنْ اِمْلَاقٍ نَحْنُ نَرْزُقُکُمْ وَاِیَّاھُمْ"[40]

"اور ناداری کے اندیشے سے اپنی اولاد کو قتل نہ کرنا کیونکہ تم کو اور ان کو ہم ہی رزق دیتے ہیں"

جب اللہ تعالیٰ نے زمین پر موجود ہر ایک کا روزی کا ذمہ اپنے سر لے لیا ہے تو پھر کیوں معاشی تنگدستی کے خوف سے اپنی اولاد کو قتل کرنے پر تلے ہو۔ کیا یہ خدا تعالیٰ کی ذاتِ اقدس پر عدمِ اعتماد نہیں ہے۔ جبکہ ضرورت اس امر کی ہے کہ ہم اپنا کامل ایمان بنائیں اس ذات اقدس پر جو جہانوں کا پالنے والا ہے۔

قبائلی بنیاد پر قتلِ اولاد:

کئی قبائل اور معاشروں میں لڑکیوں کو مختلف طرح سے بوجھ سمجھتے تھے۔ عرب میں بعض ایسے قبائل تھے جہاں پر لڑکا پیدا ہونے پر خوشی کا اظہار کرتے تھے لیکن لڑکیوں کو پیدا ہوتے ہی قتل کر دیتے یا زندہ در گور کر دیتے۔ کیونکہ لڑکی کو شادی کے بعد ایک قبیلے سے دوسرے قبیلے یا خاندان میں جانا ہوتا تھا اس لئے لڑکی دوسرے خاندان یا قبیلے کے لئے معاون و مددگار ثابت ہونے کی بجائے ایک بوجھ سمجھی جاتی تھی۔

ان قبائل میں لڑکی کو معاشی طور پر بوجھ اور معاشرتی طور پر ایک ذمہ داری سمجھا جاتا تھا لہٰذا اس سے نجات کے راستے تلاش کئے جاتے تھے۔

ارشادِ خداوندی ہے:

"وَاِذَا بُشِّرَ اَحَدُھُمْ بِالْاُنْثٰی ظَلَّ وَجْھُهٗ مُسْوَدًّا وَّھُوَ کَظِیْمٌ ۚ یَتَوَارٰی مِنَ الْقَوْمِ مِنْ سُوْٓءِ مَا بُشِّرَ بِهٖ اَیُمْسِکُهٗ عَلٰی ھُوْنٍ اَمْ یَدُسُّهٗ فِی التُّرَابِ اَلَا سَآءَ مَا یَحْکُمُوْنَ"[41]

[39] Al-Quran: 17:31
[40] Al-Quran: 6: 151

The Scholar Islamic Academic Research Journal
Vol. 8, No. 2 || July –December 2022 || P. 71-105
https://doi.org/10.29370/siarj/issue15urduar5

"اور جب ان میں سے کسی کو بیٹی پیدا ہونے کی خبر ملتی ہے تو اسکا چہرہ غم کے سبب کالا پڑ جاتا ہے اور اسکے دل کو دیکھو تو وہ اندوہناک ہو جاتا ہے۔ اور اس خبرِ بد کی وجہ سے وہ لوگوں سے چھپتا پھرتا ہے اور سوچتا ہے کہ آیا ذلت برداشت کر کے لڑکی کو زندہ رہنے دے یا زمین میں گاڑ دے۔ دیکھو جو تجویز کرتے ہیں بری بات ہے"

قرآن پاک نے مذہبی بنیاد پر اولاد کے قتل، معاشی بنیاد پر اولاد کے قتل اور قبائلی بنیاد پر اولاد کے قتل کو ممنوع قرار دیا ہے۔ اور قانونی طور پر اسے جرم قرار دیا ہے اور اسے قابل سزا بنایا ہے۔ والدین کے لئے اولاد اللہ پاک کا عطیہ ہے جس سے منہ پھیرنا یا کسی بھی طرح قتل کرنا درست نہیں۔ اولاد انسانی بقا کا ذریعہ بھی ہے اور اللہ تعالیٰ کی رحمت کا مظہر بھی ہے۔

(ب) پرورش کا حق:

پرورش بچے کا دوسرا حق ہے جس سے مراد وہ طریقہء کار ہے جو کہ بچے کی زندگی اور ساتھ ہی ساتھ اس کی نشو و نما کا ضامن بھی ہو۔ دین اسلام نے بچوں کی بقا اور نشو و نما کا ذمہ دار والدین کو ٹھہرایا ہے۔ جس کے لئے وہ اللہ رب العزت کے سامنے جوابدہ بھی ہونگے۔ بچہ پھر چاہے وہ لڑکا ہو یا لڑکی ہو اپنی زندگی کے ابتدائی برسوں میں اپنا دفاع یا اپنے وجود کی خود حفاظت نہیں کر سکتا بلکہ وہ اس کم عمری میں خورد و نوش کے لئے بھی دوسروں کا محتاج ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس لئے والدین کو اس امر کا ذمہ دار ٹھہرایا ہے کہ وہ اپنے بچوں کے لئے اچھی خوراک کا انتظام کریں۔ بیماریوں میں مبتلا ہونے سے بچانے کی کوشش کریں اور حادثات سے محفوظ رکھنے اور ان کی دیکھ بھال کو یقینی بنائیں۔ تعلیمات قرآن و سنت کے مطابق والدین پر یہ فرض ہے کہ بچے کے لئے خوراک اور لباس کا انتظام کریں۔[42]

فرمانِ نبی ﷺ اس ذمہ داری کا عمومی تصور پیش کرتا ہے:

تم میں سے ہر آدمی نگہبان ہے اور ہر کوئی اپنی رعیت کے بارے میں جواب دہ ہے۔ چنانچہ مرد اپنے گھر والوں کا نگہبان ہے اور ان کے بارے میں جواب دہ ہے، عورت اپنے شوہر کے گھر کی نگہبان ہے اور اس کے بارے میں جواب دہ ہے اور غلام اپنے مالک کے مال کا نگہبان ہے اور اس کے بارے میں جواب دہ ہے۔ اس طرح تم میں سے ہر شخص نگراں ہے اور اس سے اس کے ماتحتوں کے متعلق سوال کیا جائے گا۔[43]

[41]Al-Quran: 16: 58-59
[42] Ausaf Ali, Haqooq ul Ibad, Mehran Academy, Shikarpur, 2014, p.79
[43] Sahi Bukhari,Vol. 1, Hadith: 893.

The Scholar Islamic Academic Research Journal
Vol. 8, No. 2 || July –December 2022 || P. 71-105
https://doi.org/10.29370/siarj/issue15urduar5

بچوں کی پرورش پر توجہ مرکوز کرنا، ان کی غذا کا خیال رکھنا، ان کی ضروریات کو پورا کرنا، بیماریوں سے بچانا، گرمی سردی سے محفوظ رکھنا یہ ساری ذمہ داریاں والدین کے اوپر عائد ہوتی ہیں۔ جن کو نبھانا ان پر فرض ہے۔ بچے ابتدائی عمر میں والدین کی شدید توجہ کے محتاج ہوتے ہیں، جس کی لاپرواہی کی وجہ سے کئی بچے نفسیاتی اور روحانی بیماریوں شکار ہو جاتے ہیں۔ لباس اور خوراک، صاف ستھرا ماحول میسر ہونا اور محبت اور شفقت کا ماحول میسر ہونا یہ سب چیزیں پرورش کے ضمن میں آجاتی ہیں۔ بچہ ابتدائی طور پر جس خوراک کا محتاج ہوتا ہے وہ ماں کا دودھ ہوتا ہے۔ تو قرآن پاک نے اس کا ذکر خصوصیت کے ساتھ فرمایا ہے:

"جو باپ چاہتے ہوں کہ ان کی اولاد پوری مدت رضاعت تک دودھ پیئے تو مائیں اپنے بچوں کو کامل دو سال دودھ پلائیں۔ اس صورت میں بچے کو باپ کے معروف طریقے سے انھیں کھانا، کپڑا دینا ہو گا۔ مگر کسی پر اسکی وسعت سے بڑھ کر بار نہ ڈالنا چاہیئے۔ نہ تو ماں کو اس وجہ سے تکلیف میں ڈالا جائے کہ بچہ اس کا ہے نہ باپ ہی کو اس وجہ سے تنگ کیا جائے کہ بچہ اس کا ہے۔ دودھ پلانے والی کا یہ حق جیسا بچے کے باپ پر ہے ویسا ہی اس کے وارث پر بھی ہے۔ لیکن اگر فریقین باہمی رضامندی اور مشورے سے دودھ چھڑانا چاہیں تو ایسا کرنے میں کوئی مضائقہ نہیں۔ اور اگر تمھارا خیال اپنی اولاد کو کسی غیر عورت سے دودھ پلوانے کا ہو تو اس مین بھی کوئی حرج نہیں بشرطیکہ اس کا جو کچھ معاوضہ طے کرو وہ معروف طریقے سے ادا کرو۔ اللہ سے ڈرو اور جان رکھو کہ جو کچھ تم کرتے ہو سب اللہ کی نظر میں ہے"[44]

یہ آیتِ کریمہ واضح کرتی ہے کہ ماں اپنے بچے کو دودھ سے محروم رکھے یہ بات مناسب نہیں۔ بچے کو دودھ پلانے کی مدت دو سال ہے۔ اس مدت سے پہلے دودھ چھڑاتے ہوئے اس بات کا خیال رکھا جائے کہ بچے کی صحت اور پرورش پر برے اثرات تو مرتب نہیں ہونگے؟ یہ آیتِ کریمہ ہمیں یہ بھی بتاتی ہے کہ دودھ پلانے والی ماں کے حقوق کا بھی خیال رکھنا چاہیئے۔ یہ ذمہ داری باپ کے اوپر ہے کہ دودھ پلانی ماں کے حقوق جیسے لباس اور طعام کا مکمل بندوبست کرے۔ اگر والدین میں علیحدگی کی صورت بن جائے تو بچے کی رضاعت (دودھ پلانے) کا انتظام کرنا ہو گا یہ بات ماں کے لئے جائز نہیں کہ بچے کو دودھ پلانے کی نعمت سے بلاوجہ محروم کردے۔

عصرِ حاضر کی طبّی تحقیقات نے ماں کے دودھ کی ضرورت اور اہمیت کو مانتے ہوئے یہ مشورہ دیا ہے کہ مائیں اپنے بچوں کو دودھ پلائیں جو کہ بچے کی صحت اس کی عادات واطوار اور اس کی آنے والی زندگی پر اثر انداز ہوتا ہے۔

---

[44] Al-Quran: 2:233

The Scholar Islamic Academic Research Journal
Vol. 8, No. 2 || July –December 2022 || P. 71-105
https://doi.org/10.29370/siarj/issue15urduar5

تعلیم کا حق:

انسانی شخصیت کا زیور تعلیم ہے جو بچے کی شخصی نشو نما کے لئے بے حد اہمیت کی حامل ہے۔

"طلب العلم فریضۃ علیٰ کل مسلم"[45]

ترجمہ: "علم کا حاصل کرنا ہر مسلمان پر فرض ہے"

رسولِ اکرم ﷺ نے حضرت عبداللہ ابنِ عباس رضہ کے لئے دعا کرتے ہوئے فرمایا: اے اللہ اسے دین کا فہم عطا کر۔ دینِ اسلام کے قوانین واصول شدومد کے ساتھ تعلی کی اہمیت وافادیت پر زور دیتے ہیں اور ساتھ ہی ساتھ اسے حسنِ معاشرت کا ذریعہ بھی قرار دیا۔ یہ تعلیم صرف دینی علوم پر مشتمل نہیں بلکہ اس میں دنیوی زندگی کے علوم بھی شامل ہیں۔ فاروق اعظم رضہ نے اپنے دوٗر میں مسلمانوں کو حکم دیا کہ وہ بچوں کو شکار کرنا، تیراکی اور گھڑ سواری سکھائیں کیونکہ عربوں میں اس وقت یہ علم وفنون بہت ہی مقبول تھے۔ لہٰذا دینِ اسلام دوٗرِ حاضر میں درپیش حالات کا مقابلا کرنے کے لئے ہر علم حاصل کرنے کی حوصلہ افزائی کرتا ہے۔ بچوں کو قرآن وحدیث، عقائد وشریعت کے ساتھ ساتھ عصرِ حاضر میں مروجہ سائنسی وعمرانی علوم کا سکھانا بھی والدین کا ذمہ ہے۔[46]

بچوں کو آداب سکھانا:

بچے معاشرے کے اساس ہوتے ہیں۔ ایک فرد سے خاندان اور خاندان سے معاشرہ وجود میں آتا ہے۔ جو افراد تعلیم و تربیت یافتہ ہونگے اور علم کے زیور سے آراستہ ہونگے وہ معاشرے کو جنت کا نمونہ بنانے میں اہم کردار ادا کرتے ہیں۔ انھیں ایسا ماحول تشکیل دینا ہوگا جو کہ خوشحال زندگی پر مشتمل ہوگا جبکہ اسکے برعکس غیر تربیت یافتہ افراد غیر مذہب معاشرے کو تشکیل دیتے ہیں جو کہ فساد اور انتشار کا باعث بنتا ہے۔ اس لئے دینِ اسلام نے بچوں کی تعلیم وتربیت پر زور دیا ہے، حدیث پاک میں ہے کہ:

"کل مولود یولد علیٰ الفطرۃ فابواہ یہوداھہ او یمجسانہ او ینصرانہ"[47]

ترجمہ: "ہر بچہ فطرتِ سلیمہ پر پیدا ہوتا ہے اسکے والدین اسے یہودی، مجوسی یا نصرانی بناتے ہیں"

[45] Ibn e Maja, Vol.1, Hadith: 224.

[46] Alvi, Dr. Khalid, Islam me aulad ke haqooq, Idara Tahqeeqa e Islami, Islamabad, 2007, p.20

[47] Sahi Bukhari,Vol.3, Hadith: 1385.

The Scholar Islamic Academic Research Journal
Vol. 8, No. 2 || July –December 2022 || P. 71-105
https://doi.org/10.29370/siarj/issue15urduar5

اسلام ہمیں آدابِ زندگی کے متعلق مفصل ہدایات دیتا ہے۔ جس میں والدین اپنے بچوں کو ان کی عمر اور مزاج کے مطابق رفتہ رفتہ اسلامی آداب زندگی سکھاتے ہیں، جس میں گفتگو کرنا، کھانا پینا، والدین اور بڑوں کے ساتھ عزت و احترام کے ساتھ پیش آنا، طہارت و پاکیزگی سکھانا شامل ہوتے ہیں۔

عقیقہ:

بچے کی پیدائش کے سات دن یا پھر اس کے بعد جانور ذبح کیا جاتا ہے، اسے عقیقہ کہا جاتا ہے۔ حضورِ اکرم ﷺ نے عقیقہ کرنے کی تعلیم فرمائی جس کی مثال یہ ہے کہ آپ نے حسنین کریمین رضہ کا عقیقہ کیا تھا۔

اسلام سے قبل عرب میں بچے کی پیدائش پر خوشی کا اظہار کرتے ہوئے بکری یا بکرا ذبح کرتے تھے اور اس جانور کے خون سے بچے کو رنگ دیتے تھے، لیکن اسلام نے اس رسم میں ترمیم کرتے ہوئے اس عمل کو جاری رکھا۔ آپ ﷺ کی بتائی ہوئی تعلیم کی روشنی میں بچے کو ساتویں دن عقیقہ کرتے ہوئے بکری یا بکرا قربان کرتے تھے اور بچے کا سر منڈواتے اور اوپر زعفران لگاتے تھے، اور اچھا نام رکھتے تھے جو کہ ان کا بنیادی حق ہے۔

حضرت عمر بن شعیب رضہ اپنے دادا سے روایت نقل کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ رسولِ اکرم ﷺ نے فرمایا:

" اللهٔ فاحب ان ینسك عنه فلیفعل عن من الغلام شاتان مکافاتان وعن الجاریة شاۃ "[48]

"جس کے ہاں بچہ پیدا ہوا اس کی طرف سے عقیقہ قربانی کرنا چاہیے لڑکے کی طرف سے دو بکریاں اور لڑکی کی طرف سے ایک بکری کی قربانی کرے"

اس طرح ایک اور روایت میں ہے کہ:

"علی ابن ابی طالب رضہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت حسن رضہ کے عقیقے میں ایک بکری قربان کی اور آپ ﷺ نے اپنی صاحبزادی سیّدہ فاطمہ رضہ سے فرمایا کہ اسکا سر صاف کردو اور بالوں کے وزن بھر چاندی صدقہ کردو، ہم نے وزن کیا تو ایک درہم کے برابر یا اس سے بھی کچھ کم تھے"[49]

بنیادی طور پر عقیقہ استطاعت کے مطابق کیا جائے۔ اگر دو جانور ذبح کرنے کی طاقت نہیں تو ایک بھی کیا جا سکتا ہے۔

حقِ میراث:

اولاد کے آئینی حقوق میں سے حقِ میراث ایک اہم حق ہے۔ اسلامی تعلیمات کی رو سے باپ کی جائیداد میں اولاد نہ

[48] Sunan Abu Dawood, vol. 3, hadith, 2842.
[49] Ibn e Abi Shaiba, Kitabul Aqeeqa, 8/47

The Scholar Islamic Academic Research Journal
Vol. 8, No. 2 || July –December 2022 || P. 71-105
https://doi.org/10.29370/siarj/issue15urduar5

صرف شریک ہے بلکہ انکے حصوں کا تعین بھی کیا گیا ہے تا کہ کسی کے ساتھ کوئی ظلم نہ ہو سکے، کچھ ایسے معاشرے ہیں جہاں پر بڑے بیٹے صرف اور صرف وارث ہوتے ہیں، ہم جب قدیم معاشرے پر نظر ڈالتے ہیں تو پتہ چلتا ہے کہ بیٹوں کے مقابلے میں بیٹیوں کا کوئی حصہ نہیں ہوتا تھا، قرانِ پاک نے انکا حصہ مقرر فرمایا۔ اور حضورِ اکرم ﷺ نے اس بات کو وضاحت کے ساتھ بیان فرمایا کہ باپ کو کسی جائز وجہ کے بغیر قانونی طور پر اولاد کو میراث سے محروم کرنے کا کوئی حق نہیں ہے۔

ارشادِ خداوندی ہے:۔

"يُوْصِيْكُمُ اللّٰهُ فِيْٓ اَوْلَادِكُمْ لِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْاُنْثَيَيْنِ"[50]

"اللہ تعالیٰ تم کو حکم دیتا ہے تمھارے اولاد کے سلسلے میں لڑکے کا حصہ دو لڑکیوں کے برابر ہے"

اسلام نے لڑکے کا حصہ زیادہ رکھا ہے اور لڑکی کا کم رکھا ہے، کئی معاشروں میں لڑکی کا کوئی بھی حصہ مقرر نہیں جبکہ اسلام نے لڑکی کا حصہ متعین کیا ہے اور ساتھ ہی ساتھ لڑکی اپنا حق مختلف طریقوں سے وصول کرتی ہے جیسے بیوی کی حیثیت سے، اسکے علاوہ حوق مہر، نان و نفقہ کی ذمہ داری جو کہ

خاوند کے اوپر ہے اور دوسرے پہلوؤں سے بھی رعایت کی حقدار ہوتی ہے جس سے وہ نصف حصے کی کمی کو پورا کرنے کی باعث بنتی ہے، اولاد جس میں بیٹے اور بیٹیاں دونوں شامل ہیں۔ لہٰذا انکے حقِ وراثت کو قانونی حیثیت سے نوازا گیا ہے اور والدین کو حق نہیں کہ وہ اولاد کو انسے محروم کرے۔[51]

دینِ اسلام نے جو عورت کے حقوق متعین کیے ہیں ان میں حق وراثت اور ملکیت و جائداد میں بھی عورت کے حق کو تسلیم کیا ہے۔ لیکن جب ہم اپنے ملک پاکستان پر نظر ڈالتے ہیں تو صورتحال مختلف ملتی ہے اگر ہم صوبہ پنجاب کو دیکھیں تو وہاں پر بیٹے کو ملکیت کا مال دیا جاتا ہے، لیکن لڑکی کو جبراً حق ملکیت سے دستبردار کیا جاتا ہے اور اسے جہیز کے نام پر والدین کی طرف سے کچھ سامان، پیسے وغیرہ دے کر باقی حق ملکیت سے محروم رکھا جاتا ہے[52]

سندھ کے علاقوں میں عام طور پر عورت کو ملکیت و جائیداد سے محروم رکھا جاتا ہے جبکہ جہیز کو اسکی ملکیت کا

---

[50] Al-Quran, 4:11

[51] Hafiz Nazeer Ahmed, Al haqooq wal faraiz, Vol. 2, Fazli sons, Karachi, 1986, P.178.

[52] Punjabi, Irshad Ahmed, Punjab ki aurat, Idara Takhliqat Pakistan, Lahore, 1967, p.595.

The Scholar Islamic Academic Research Journal
Vol. 8, No. 2 || July –December 2022 || P. 71-105
https://doi.org/10.29370/siarj/issue15urduar5

حصہ سمجھ کر دیا جاتا ہے۔وڈیروں اور جاگیر داروں کے ہاں حق بخشوانے کی رسم کو اپناتے ہوئے عورت کو حق وراثت سے محروم کر دیا جاتا ہے کچھ ایسے حالات اگر پیدا ہو جائیں کہ جن سے چھٹکارا پانا ممکن نہ رہے تو ایسی صورتحال میں نقد یا گھر کی صورت میں عورت کو ملکیت کے طور پر کچھ مل جاتا ہے۔ورنہ وڈیرے اور سردار جائداد پر غاصبانہ قبضہ کرنے کے چکر میں عورت کو راستے سے ہٹانے کے لیے خفیہ طور پر قتل بھی کروادیتے ہیں۔قرآن پاک سے شادی رچانے کی آڑ میں حق وراثت بخشوایا جاتا ہے تاکہ ملکیت خاندان تک ہی محدود رہے۔اسی طرح بیوہ عورتوں کو بھی ظلم و ستم کا شکار بنا کر حق وراثت سے دستبردار کیا جاتا ہے۔[53]

صوبہ بلوچستان کے علاقوں کے اندر بھی وراثت کا حق عورت کو نہیں دیا جاتا۔بہت ہی کم حالات میں عورت کو نقد پیسوں یا جائداد سے کچھ ملتا ہے۔الغرض بلوچی علاقوں میں عورت کو ظلم و ستم کا شکار کر کے اور دوسرے حیلے بہانے استعمال کر کے جائداد سے محروم کر دیتے ہیں۔[54]

خیبر پختونخواہ کے سرحدی علاقوں کے اندر لڑکے کی موجودگی کی وجہ سے لڑکی زمین کی وارث بننے سے محروم ہوتی ہے، کیونکہ وہ زمین کو عزت کی بنیاد سمجھتے ھیں اور اسے خاندان سے باہر دینے سے حتی الامکان بچنے کی کوشش کرتے ہیں۔باقی کچھ علاقوں میں گھر کے ساز و سامان اور زیورات کی صورت میں کچھ حصہ بہنوں کو دیا جاتا ہے۔اس طرح بیواہ عورتوں کو جائداد کی وراثت سے محروم رکھا جاتا ہے۔[55]

ہمارے آفاقی دینِ اسلام نے بچوں کے جو حقوق وراثت متعین کئے ہیں وہ بیٹوں کو تو مل رہے ہیں لیکن اپنے ارد گرد نظر ڈالنے سے معلوم ہوتا ہے کہ بیٹیوں کو ان حقوقِ وراثت سے محروم کیا جارہا ہے کبھی یہ کہہ کر کے شادی کے بعد تو شوہر کی ذمہ داری ہے جبکہ ہم نے تو جہیز دیکر جان چھڑالی ہے۔جہیز دینا اک معاشرتی رسم ہے جس سے حقِ میراث کا کوئی تعلق نہیں ہے۔

والدین یا بھائی کی طرف سے لڑکی کو جہیز دینے سے اس لڑکی کے حصے میں آنے والی میراث میں سے ایک پائی بھی ادا نہیں ہوتی لھذا انہیں میراث میں حصہ دینا ہوگا۔

---

53 Shirkatgah, aurat, Qanoon our Muashira, Shirkatgah, Lahore, 1996, p 148.
54 Aiwan, Muhabat e Hussain, Islami, Qanoon our Mazloom Pakistani aurat, Maktaba Bukhari, 2002, p.87.

55 Aiwan, Muhabat e Hussain, Islami Qanoon or Mazloom Pakistani aurat, Maktaba Bukhari, 2002, p.87.

The Scholar Islamic Academic Research Journal
Vol. 8, No. 2 || July –December 2022 || P. 71-105
https://doi.org/10.29370/siarj/issue15urduar5

یہ ہمارے معاشرے کا بہت بڑاالمیہ ہے کہ مسلمان صدیوں سے میراث کے معاملے میں اللہ پاک کی حدوں کو پامال کرتے ہوئے آرہے ہیں جن میں سردار، وڈیرے، چودھری اوران پڑھ طبقہ ہی ملوث نہں بلکہ اچھے خاصے دیندار بھی اس جرم کاارتکاب کررہے ہیں اور مختلف حیلوں بہانوں سے ماں، بہن، بیٹی اور دوسرے حقداروں کو حقِ میراث سے محروم رکیا جاتاہے۔ کتنی ہی بیٹیوں اور بہنوں کو شادی جیسے پاک بندھن سے محروم

رکھا جاتاہے تاکہ اسے ملکیت میں سے حصہ دینا نہ پڑے، جس کی وجہ سے آپس میں تنازعات اور لڑائیاں ہوتی ہیں اور نوبت قتل تک جا پہنچتی ہے۔ عصر حاضر میں ضرورت اس بات کی ہے کہ بچوں کے حقوق کے متعلق اسلامی تعلیمات کو سیمینارز، تقاریر، تحریر، ترویج سوشل میڈیا اور مختلف ذرائع سے پھیلایا جائے تاکہ ہر ایک کو میراث کے الہامی قانون کا پتا چل سکے تاکہ معاشرے میں پیوند کی ہوئی میراث میں حق تلفی کی برائی کا سدِباب کیا جا سکے۔

ملکی(اسلامی)ومغربی قوانین کی روشنی میں میں خاندانی نظام میں ماتحت افراد کے حقوق کا تقابلی جائزہ:

خاندان کی اہمیت:

خاندان مرد اور عورت کے عقدِ نکاح، بندھن اور انسے پیدا ہونے والے بچوں سے وجود میں آتاہے، جس میں شوہر کے والدین، خونی رشتے دار اوور انکے عزیز بھی شامل ہو کر ایک وسیع خاندان کا وجود تشکیل دیتے ہیں۔ بیوی جب ماں کے جلیل القدر رتبے پر فائز ہوتی ہے تو اپنی اولاد کے لئے جنت قرار پاتی ہے۔[56]

قرآن پاک میں والدین کے لیے حسنِ سلوک کا حکم دیا گیاہے:

"وَقَضٰى رَبُّكَ اَلَّا تَعۡبُدُوۡۤا اِلَّاۤ اِيَّاهُ وَبِالۡوَالِدَيۡنِ اِحۡسَانًا"[57]

ترجمہ: "اور تیرے رب کا فیصلہ ہے کہ تم اس کے سوا کسی کی عبادت نہ کرو اور والدین کے ساتھ حسنِ سلوک کے ساتھ پیش آؤ"

والدین کے ساتھ حسنِ سلوک کے بعد رشتہ داروں کے ساتھ اچھے برتاؤ کی تعلیم بھی دی گئی ہے۔ اسلام ہمیں سکھاتا ہے کہ جب والدین بڑھاپے تک پہنچ جائیں تو انہیں اف تک نہ کہو بلکہ انکے لئے محبت اور شفقت کے ساتھ جھکے رہو اور انکے لئے دعا گو رہو۔

[56] Khalid Rehman, Saleem Mansoor, Aurat, Khandan our hamara muashira, institute of policy study, Islamabad, 2007, p.47.
[57] 57. AlQuran:17:23

The Scholar Islamic Academic Research Journal
Vol. 8, No. 2 || July –December 2022 || P. 71-105
https://doi.org/10.29370/siarj/issue15urduar5

"رَبِّ ارۡحَمۡهُمَا كَمَا رَبَّيٰنِيۡ صَغِيۡرًا"[58]

ترجمہ "اے اللہ ان پر ایسے رحم فرما جس طرح انھوں نے ہم پر بچپن میں رحم کیا"

رسول اکرم ﷺ نے والدین کی خدمت کی تاکید فرمائی ہے اور اس سے رو گردانی کرنے والوں کے لئے سزا کی وعید بھی سنائی ہے۔

حضورِ اکرم ﷺ نے فرمایا: اس شخص کی ناک خاک آلود ہو جو بوڑھے ماں باپ کی خدمت کر کے جنت حاصل نہ کر سکے۔ اولاد کی تعلیم و تربیت کا اہتمام کرنا والدین پر فرض ہے۔ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: "

"ما نحل والدٌ ولدا من نحلٍ افضل من ادبٍ حسنٍ"[59]

"باپ اپنے کسی بیٹے کو اچھے آداب سکھانے سے بہتر کوئی عطیہ نہیں دے سکتا"

عورت کے گھریلو فراض واضع کرتے ہوئے بتایا گیا ہے کہ وہ کھانے پینے، شوہر کے مال کی حفاظت کرنے، بچوں کی تربیت کرنے، لباس تیار کرنے کی خدمت سرانجام دینے اور گھر سے مطعلق تمام امور احسن طریقے سے سرانجام دینے جیسے فرائض شامل ہیں۔[60]

والدین کو چاہیے کہ اولاد کی تربیت صرف دنیاوی نقطہ نظر تک محدود نہ ہو بلکہ آخروی زندگی کی تعلیم و تربیت بھی شامل ہو۔ کیوں کہ بچوں میں وعظ و نصیحت، اسلامی اقدار، جسمانی و عقلی تربیت کا گہرا اثر پڑتا ہے۔ خاندان جو کہ ایک تربیت گاہ ہے۔ معاشرے کا فکری، تہذیبی و ثقافتی ورثہ اور اقدار کو اگلی نسلوں تک منتقل کرنے کا بہترین ذریعہ بن جاتا ہے، رسول اکرم ﷺ نے بچوں کی اخلاقی تربیت پر انتہائی زور دیا ہے

"نبی رحمت ﷺ نے حضرت انس رضہ سے فرمایا: اے بیٹے! جب اپنے گھر میں داخل ہو تو اہلِ خانہ کو سلام کر، یہ تمہارے اور اہل واہل خانہ دونوں کے لئے برکت کا باعث ہو گا"[61]

بچوں کی تربیت کے سلسلے میں یہ اصول سکھایا گیا ہے کہ:

اپنی اولاد کو سات سال کی عمر میں نماز کا حکم دو اور دس سال کی عمر میں نماز نہ پڑھنے پر مار پیٹ کرو اور ان کے بستر علیحدہ

---

[58] 58.AlQuran:17:24
[59] Jamia Tirmizi, Vol. 1, Hadith:1952
[60] Jamia Tirmizi, Vol. 3, Hadith:2504.
[61] Shah Waliullah, Hujattullahelbaligha, Alfaisal nashran, Lahore, 2003, p. 4150.

The Scholar Islamic Academic Research Journal
Vol. 8, No. 2 || July –December 2022 || P. 71-105
https://doi.org/10.29370/siarj/issue15urduar5

کردو"[62]

لہٰذا تربیتِ اولاد کی طرف والدین کو دھیان دینا چاہئے تاکہ وہ اپنا رہن سہن، آداب واطوار تعلیماتِ اسلامی کے تحت سیکھ سکیں۔

پاکستان میں دو طرح کے خاندانی نظام رائج ہیں

1۔ مشترکہ خاندانی نظام

2۔ انفرادی خاندانی نظام

1۔ مشترکہ خاندانی نظام:

مشترکہ خاندان میں کچھ افراد سے مل کر خاندان بنتا ہے اور یہ افراد والدین، میاں بیوی، اولاد، بہن بھائی کی صورت مین ایک چھت تلے مل جل کر مختلف رشتوں میں جڑے اپنی زندگی گزار رہے ہوتے ہیں۔ اس طرح کے خاندانی نظام میں عموماً سرپرستی والدین کی ہوتی ہے، جن کی کوشش ہوتی ہے کہ مشترکہ ماحول پر مبنی گھر بنائیں جہاں پر بچوں کو آرام دہ اور محفوظ زندگی بسر کرنے کے مواقع میسر ہوں۔ جہاں پر سردی گرمی اور دھوپ چھاؤں سے محفوظ ماحول ہو۔ اس مشترکہ نظام میں گھر کے تمام افراد اتحاد واتفاق اور خلوص واپنائیت کی جڑوں میں جکڑے ہوئے ہوتے ہیں اور زندگی کے نشیب وفراز، غم وخوشی سب مل جل کر ایک ہی احساس تلے گذارتے ہیں۔ ایسے ماحول میں بزرگوں کی خدمت سے سرشار ہونے کا پورا پورا موقع میسر ہوتا ہے اور فیضیاب بھی ہوتے ہیں۔ یہ نظام ہمارے ملک میں زیادہ تر پایا جاتا ہے جو کہ اسلامی تعلیمات سے سرشار ہے۔ عورت خاندانی نظام کی وہ اکائی ہے جس کے بغیر خاندان کا مفہوم بھی نہیں کیا جا سکتا۔

2۔ انفرادی خاندانی نظام:

انفرادی خاندانی نظام میں شادی کرنے کے بعد کچھ افراد اپنی زندگی پرائیویسی میں گذارنے کے قائل ہو جاتے ہیں اور کسی کی مداخلت برداشت نہیں کرتے اس طرح کے خاندانی نظام کو انفرادی خاندانی نظام کہاجاتا ہے جس کو اپنانے والے افراد میں زیادہ تر تعداد پسند کی شادی کرنے والوں کی ہے، اس نظام کو اپنانے والے افراد کو رشتوں کی اہمیت وقدر کی کوئی پرواہ نہیں ہوتی اس لئے وہ زندگی کے سفر میں اکیلے ہوتے ہیں۔ اس طرح کے انفرادی خاندانی نظام کی ہوا کافی

[62] Abu Dawood, vol. 1, Hadith:495

The Scholar Islamic Academic Research Journal
Vol. 8, No. 2 || July –December 2022 || P. 71-105
https://doi.org/10.29370/siarj/issue15urduar5

عرصے سے پاکستان میں چل پڑی ہے جس سے معاشرتی زندگی کے اطوار و آداب میں بہت بڑا خلل آچکا ہے اور نسلِ انسان کی عدم تربیت کا باعث بن چکا ہے جس کی وجہ سے پاکستان کے اندر گھروں کی قلت میں اضافہ ہوا ہے ایک رپورٹ کے مطابق اس وقت 1 کروڑ 20 لاکھ گھروں کی کمی ہو چکی ہے۔[63]

پاکستان ایک اسلامی ریاست ہے جو کہ اسلام کی عطا کردہ تعلیمات کی روشنی میں اپنے قوانین پر عمل درآمد کرواتا ہے۔ لھٰذا شادی، کنبے کی بنیاد رکھنا، مذہبی، علاقائی اور کلچر کی روایات کے مطابق بچوں کی پرورش کرنے کا حق رکھتا ہے۔ شوہر اور بیوی کے استحقاق کے طور پر ایسی مراعات اور حقوق حاصل ہیں اور ان فرائض اور ذمہ داریوں کے پابند ہیں جنہیں قانونی شکل حاصل ہے۔

1۔ میاں بیوی کو ایک دوسرے کے احترام اور توجہ کا حق حاصل ہے۔

2۔ بیوی اور بچوں کو اپنے ذرائع آمدنی کے مطابق پرورش اور کفالت کرنے کا پابند ہے۔

3۔ والدین کی طرف سے ایسی پرورش کو ممنوع قرار دیا گیا ہے جس سے بچے کی فطری نشو نما رک جائے یا اسے نقصان پہنچے۔

4۔ بچپن، بڑھاپے اور معذوری کی حالت میں ہر شخص کا حق ہے کہ اس کی مدد، حفاظت اور خیال رکھا جائے۔

5۔ ماؤں کا خیال رکھنا، ان کو سہارا دینا، معاشرے میں اسے شرف دینا ان کا حق ہے۔

6۔ عورت اور مرد کی شادی اسکی مرضی کے خلاف نہ ہو نہ ہی ان پر کوئی حرف آئے۔

7۔ خاندان میں شامل مردوں اور عورتوں کو اپنے فرائض اور ذمہ داریاں اپنی فطری صلاحیتوں اور قابلیتوں کی بنیاد پر ہر ایک کو ایک دوسرے کا دست و بازو بن کے رہنا ہے اور اپنی آنے والی نسلوں اور قرابتداروں کی طرف ان پر ذمہ داریاں بھی عائد ہوتی ہیں۔

8۔ عورت کو اسی گھر میں رہنے کا حق ہے جہاں اس کا شوہر رہتا ہو۔

9۔ قانونی طور پر طے شدہ شرائط کے مطابق عورت خلع لینے کا حق رکھتی ہے۔

10۔ عورت اپنے خانوند، والدین اور بچوں کے مال و جائداد کی قانونی وراثت کی مطابق حقدار ہو گی۔

11۔ اگر طلاق واقع ہو جائے تو اس صورت میں عدت کی شرعی مدت کے دوران دودھ پینے یا بڑے بچوں کی کفالت

[63] Jamia Tirmizi, Vol. 3, Hadith:2707

اور اپنے نان ونفقہ کا حق حاصل ہو گا۔

12۔ہر شخص اپنی فطری صلاحیتوں کے مطابق تعلیم وتربیت حاصل کرنے کا حق رکھتا ہے۔

13۔ماں، بیٹے، بیٹیاں، بہن، بھائی وراثت میں حقدار ہیں۔

14۔ والدین کا خیال رکھنا، انکو بنیادی سہولتیں فراہم کرنا، ان کی ضروریات کا خیال رکھنا اور ان کے ساتھ ساتھ رہنا اولین حقوق میں شامل ہیں۔[64]

پاکستان کے اندر بھی تربیتِ اولاد، تعلیم اور ترجیحات کا نظام تبدیل ہو چکا ہے۔ طلبِ دنیا کی دوڑ میں ہمارے مسلمانوں نے بھی اپنی اولاد کو آگے رکھنے کے لئے وہی کچھ کیا ہے جس کے نظریہء باطل پیروکار بنے ہوئے ہیں۔ ہمارے خاندان کے اندر تربیتی نظام روز بروز کمزور پڑتا جارہا ہے۔ اب ہمیں خاندانی نظام کو اندرونی اور بیرونی دونوں خطرات سے بچانا ہو گا۔اسلامی اقدار کی صحیح طور پر تعلیم وتربیت کرنا، مغربی تہذیب کی یلغار کا دفاع کرنا، مشترک بر ہنی خاندانی نظام سے تحفظ، مادہ پرستی سے نفرت، جنسی خواہشات کی تکمیل کے لئے بر وقت نکاح کرنا، سماجی رسم ورواج کی جکڑ سے آزادی اور حقوق وفرائض جیسی تعلیم سے انحراف کی وجہ سے خاندانی نظام عدم تحفظ کا شکار ہے۔

خاندانی نظام کے انتشار میں ذرائع ابلاغ سب سے مہلک کردار ادا کر رہا ہے۔ فلم ہو یا ڈرامہ یا پھر اشتہار ہو پروگرام میں خاندانی اقدار پر تیشہ چلا رہے ہیں۔ ذرائع ابلاغ کے مہلک اثرات اور انٹرنیٹ کی تباہ کاریاں ہیں جن کی وجہ سے ناجائز دوستیاں، کورٹ میرج، طلاق کی شرح میں اضافہ کی وجہ سے خاندانی نظام ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہو رہا ہے۔ یہ کہنا غلط نہ ہو گا کہ خاندانی نظام کے زوال کا سبب والدین کی سوچ، فکر اور ترجیحات میں تبدیلی بھی اہم وجہ ہے۔

دین اسلام میں خاندانی نظام کو بہت بڑی اہمیت حاصل ہے جو عورت اور مرد کے رشتہء ازدواج سے وجود میں آیا ہے۔ خاندان جہاں پر معاشرے کی ترقی اور نشونما کا سبب ہوتا ہے وہاں پر وہی خاندان معاشرے کی تنزلی اور انتشار کا باعث بھی بنتا ہے۔ کیونکہ اس خاندانی نظام سے معاشرے وجود میں آتے ہیں۔ آپؐ نے اس خاندانی نظام کو مستحکم کرنے اور انتشار سے بچانے کے لئے باہمی حقوق وفرائض پر مشتمل ایک سلسلہ قائم کر دیا۔اب ضرورت اس امر کی ہے کہ ان تعلیمات پر عمل پیرا ہو کر انفرادیت پسندی، انتشار، پریشانی اور عدم اعتمادی جیسے معاشرتی امراض کا مقابلہ کیا جائے۔ اسلام فرد واحد اور جماعت کے درمیان تعلق میں جس توازن اور اعتدال کا علمبردا ہے اس تقاضے کی بنا پر

---

[64] Alqadri, Dr. Muhammad Tahir, Islam me insani haqooq, Minhajul Quran publications, Lahore, 2017. P. 129-132.

The Scholar Islamic Academic Research Journal
Vol. 8, No. 2 || July –December 2022 || P. 71-105
https://doi.org/10.29370/siarj/issue15urduar5

خاندان کی حیثیت اجتماعی اکائی کے طور پر قائم رکھی جائے تاکہ ہمارا خاندانی نظام جو کہ ابتدائی تربیت گاہ ہے وسیع تر اجتماعی فوائد، شعور اور فلاح کے لئے مؤثر طور پر کام کر سکے۔

مغربی قوانین کی روشنی میں خاندانی نظام میں ماتحت افراد کے حقوق:

عالمی قانون برائے انسانی حقوق کے تحت ہر شخص شادی کی عمر کو پہنچتے ہوئے اپنی مرضی سے شادی کرنے اور کنبے کی بنیاد رکھنے کا حق رکھتے ہیں۔ اہلِ مغرب شادی کو ایک رسمی معاہدے کی بجائے قانونی معاہدہ تصور کرتے ہیں۔ جہاں پر والدین بچوں کی پرورش اور ان پر ملکیت کا حق رکھتے ہیں۔ مغربی معاشرے میں والدین بچوں کی ترقی اور نگرانی کرتے ہوئے اپنا اپنا کردار ادا کرتے ہیں۔ عام طور پر کوئی ایک خاندان کی کفالت کے لئے کماتا ہے اور دوسرے کو دیکھ بھال کا معاملہ نبھانا پڑتا ہے۔ جب کہ چند ہی صورتوں میں ماں، باپ اپنی اپنی کمائی کا کچھ حصہ خاندان والوں کے لئے مختص کرتے ہیں۔[65]

عصرِ حاضر میں بشریات (Anthropology) اور عمرانیات (Sociology) جیسے علوم متعارف ہوئے ہیں انکے مطابق خاندان کی تعریف اور ان کے فرائض میں تبدیلی آئی ہے۔[66]

خاندانی نظام کو کارل مارکس نے استحصال کا ذریعہ قرار دیا ہے وہ معاشرتی تنظیم کے لئے غلام سوچ (Slave Society) سرمایہ دار معاشرہ (Capitalist Society) اور سامراجی معاشرہ (Feudal Society) کی اصطلاح میں استعمال کرتا ہے۔ بقول کارل مارکس، بچوں کو سکھایا جاتا ہے کہ کس طرح اطاعت کرنی ہے جبکہ یہ نہیں سکھایا جاتا کہ کس طرح زندگی جینا ہے۔ حقیقت میں اصل رتبہ تو آزادی کا رتبہ ہے۔[67]

خاندان کا مقصد اہلِ مغرب نے وقت ساتھ تبدیل کر دیا ہے۔ وہاں پر موجود خاندانی نظام درج ذیل صورتوں میں موجود ہیں جنہیں قانونی اور معاشرتی طور پر تسلی کیا جاتا ہے۔

بنیادی/مرکزی خاندان (Nuclear Family):

---

[65] National Council on family relations, Lonjuzal power and resources: An urban Africa Example, Journal of Marriage and family, Vol. 4, 1970

[66] Bell and Hayman, Sociology: Themes and Perspactions
(London: Bell and Hayman Ltd, 1995), Page No.326

[67] Mark Homis, The origin of family: Private prop…. and the State (London: Hattingen Zurich, n.d), Page No.254

The Scholar Islamic Academic Research Journal
Vol. 8, No. 2 || July –December 2022 || P. 71-105
https://doi.org/10.29370/siarj/issue15urduar5

بنیادی یا مرکزی خاندان اسے کہا جاتا ہے جو صرف ماں، باپ اور بچوں پر مشتمل ہو۔اس طرح کے خاندانی نظام میں عورت اور مرد کا شادی شدہ ہونا ضروری نہیں بلکہ ان درمیان صرف ازدواجی تعلقات کا ہونا ضروری ہے۔ پھر چاہے بچے ان کے اپنے ہوں یا پالک ہوں اسے نیوکلیئر یا Conjugal Family بھی کہا جاتا ہے۔

ازدواجی خاندان اور بنیادی خاندان عام طور پر ایک ہی معنوں میں استعمال کئے جاتے ہیں۔ لیکن چند ماہرینِ سماجیات نے ازدواجی خاندان Conjugal Family اور مرکزی خاندان Nuclear Family میں تفریق کا اظہار کیا ہے۔ان کے مطابق ازدواجی خاندان میں خاندان کے دیگر افراد کے ساتھ تعلقات نسبتاً کم ہوتے ہیں جب کہ نیوکلیئر فیملی کے خاندان کے دیگر افراد کے ساتھ تعلقات قریبی ہوتے ہیں۔[68]

مفرد مورث خاندان (Single Parent Family):

ایسا خاندان جس میں دوسرا شریکِ حیات میاں، بیوی نہ ہو اسے مفرد مورث خاندان کہا جاتا ہے۔ یہ خاندان عموماً مصنوعی یا غیر ارادی حمل، شریکِ حیات کی موت یا طلاق سے وجود میں آتا ہے۔اس طرح کے خاندان میں فرد واحد (ماں باپ) بچوں کی کفالت کرتا ہے۔ماضی قریب میں دیکھا جائے تو چند برسوں میں حاملہ خواتین کی تعداد میں اضافہ ہوا ہے۔ دوسرا طلاق کے بعد دوسری شادی کے بجائے اکثر والدین بچوں کی پرورش پر زیادہ دھیان دیتے ہیں۔ تیسری بڑی وجہ بیوی کی موت کی وجہ سے مفرد مورث خاندان کی تعداد بڑھتی جارہی ہے۔ جس کے اثرات دنیا کے کافی دوسرے ممالک میں پڑ چکے ہیں۔اور وہاں بھی اس طرح کے خاندان متعارف ہو چکے ہیں۔

1998ء میں کینیڈا میں 22 فیصد خاندان، آمریکا میں 34 فیصد، آسٹریلیا میں 20 فیصد اور ڈینمارک میں 19 فیصد انفرادی کاندانی نظام موجود تھا۔[69]

2017ء کی رپورٹ برائے امریکی ادارہ مردم شماری کے مطابق ایک کروڑ بیس لاکھ منفرد مورث خاندانوں میں سے چالیس لاکھ ایسے منفرد مورث خاندان پائے جاتے ہیں، جہاں پر اسی فیصد ایسے بچے ہیں جو کہ 18 سال سے کم عمر

[68] Encyclopedia, “Nuclear family”, Encyclopedia Britannica.
[69] Ameto, Allen, and M.A Fine, “Diversity within single parent families”, in handbook of family diversity, ed. d demo, k.r. (New yark: Oxford University press, 2000)

The Scholar Islamic Academic Research Journal
Vol. 8, No. 2 || July –December 2022 || P. 71-105
https://doi.org/10.29370/siarj/issue15urduar5

ہین جنھیں صرف اور صرف ان کی مائیں پال رہی ہیں۔[70]

گھریلو شراکت داری (Domestic Partnership):

دو افراد میں باہمی تعلقات کی بنا پر گھریلو شراکت داری نظام قائم ہوتا ہے۔ یہ نہ تو آپس میں شادی شدہ ہوتے ہیں نہ ہی کسی دوسرے کے ساتھ۔ لیکن دونوں مشترکہ گھریلو زندگی اکٹھے گذارتے ہیں۔ نیوزی لینڈ، آسٹریلیا، آمریکا میں گھریلو شرکت داری کے اصطلاح کی بجائے (Civil Partnership) معاشرتی شراکت داری، (Registered Partnership) رجسٹرڈ شراکت داری۔ معاشرتی اتحاد (Civil Union) جیسے اصطلاحات استعمال ہوتے ہیں۔ جہاں پر شراکت داروں کے محدود فرائض حقوق شامل ہیں۔ گھریلو شراکت داری کے آئینی ضوابط چند ریاستوں میں مقرر ہیں۔ جب کہ کچھ ریاستوں میں ہم جنس اور مخالف جنس شادیوں کو تسلیم کرنے کے لئے گھریلو شراکت داری کا تعین کرنے کی قانون سازی بھی ہے۔[71]

جن وجوہات کی بنا پر لوگ اکٹھے رہتے ہیں ان میں پیسے کی بچت اور رہائش ہے۔ خصوصی طور پر وہ افراد جو کم آمدن والے ہیں، جو معاشی مسائل سے دوچار ہیں اور ایسے افراد جو خاص طور پر شادی سے اس لئے گریز کرتے ہیں کہ اخراجات اور ذمہ داریاں برداشت کرنے سے قاصر ہیں۔ یہاں تک کہ وہ اس خوف میں بھی مبتلا رہتے ہیں کہ اگر شادی کر لی تو طلاق کی صورت میں مالی مشکلات کا سامنا کرنا پڑے گا۔[72]

وسیع خاندان (Extended Family):

اس خاندان کے اندر والدین، بچے، شوہر کے بہن بھائی اور انکے بچے سب مل جل کر اکٹھے خاندان میں رہتے ہیں، شادی کرنے کے بعد شوہر یا بیوی سسرالی رشتے داروں کے ساتھ مشترکہ طور پر رہتے ہیں۔ وسیع خاندان میں بعض اوقات قریبی رشتے دار بھی رہائش پذیر ہوتے ہیں۔ معتبر خاندان (Consanguineous Family) کی اصلاح سے کچھ ثقافتوں میں اسی خاندان کو پکارا جاتا ہے۔ ایسا خاندانی نظام عام طور پر وسط ایشیا، جنوبی ایشیا، لاطنی آمریکا، مشرق

[70] United States Clensur Bare an "American's Families and living Agreements: 2017."
[71] Gay and Lesbian Review, "A Brief History of Domestic Partnerships" July, August 2008.
[72] Fam Relat, "The Specter of Diverce: Views from working and Middle class Colobitors", Mhier A J, Sassler S, Kusi- Appouh D (2011), Page No.60.

The Scholar Islamic Academic Research Journal
Vol. 8, No. 2 || July –December 2022 || P. 71-105
https://doi.org/10.29370/siarj/issue15urduar5

یورپ، جنوبی یورپ کے ممالک اور ہندوستان میں روایتی روایتی خاندان کی شکل میں موجود ہے۔ انگلستان میں وسیع خاندان کا تصور کہیں کہیں پر موجود ہے۔ جبکہ آمریکا میں وسیع خاندان کے نظام کے تحت 2.6 ملین خاندان ہیں۔[73]

محفوظ یا مرکب خاندان (Blended Family):

یہ خاندان والدین اور بچوں پر مشتمل ہوتا ہے، ماں یا باپ میں سے کوئی ایک یا دونوں دوسری شادی کر لیں اور دونوں بچوں کی نعمت سے بھی سرشار ہوں جنھیں اکٹھے پالتے ہوں اس خاندان کو سوتیلا خاندان (Step Family) بھی کہا جاتا ہے۔ سماجیات کے ماہرین کے مطابق ان کی روایتی اور غیر روایتی دو اقسام ہیں۔ روایتی خاندان اسے کہتے ہیں جو درمیانے طبقے کا ہو جہاں پر باپ کمانے والا ہوتا ہے اور ماں گھر کی دیکھ بھال کرتی ہے، جبکہ غیر روایتی خاندان اسے کہتے ہیں جہاں ماں کمانے والی ہو اور باپ گھر کی دیکھ بال کرتا ہو۔

2004ع کی مردم شماری رپورٹ کے مطابق آمریکا میں 42 فیصد نوجوانوں کے سوتیلے رشتےدار ہیں، 60 فیصد آفریقی سوتیلے step familyامریکن کے سوتیلے رشتےدار ہیں اور 45 فیصد لوگوں کے سوتیلے بہن بھائی ہیں۔ جبکہ نوجوانوں کے ایک سوتیلے بہن بھائی کی تعداد 30 فیصد ہے۔

سوتیلا خاندان جسے مخلوط مرکب خاندان کہا جاتا ہے یہ طلاق کی صورت میں وجود میں آتا ہے۔ 92 فیصد مرد و خواتین نے اپنی 50 سال کی عمر میں دوسری شادی کے بندھن میں جڑے۔ 43 فیصد شادیاں 15 سال کے عرصے تک طلاق تک جا پہنچیں[74]

پسند کا خاندان(Family Of Choice):

پسند کے خاندان کے لئے دوسری اصطلاح منتخب خاندان(Chosen Family) بھی استعمال کی جاتی ہے۔ لغوی اور اصطلاحی مفہوم کے اعتبار سے ایسا خاندان جو ہم جنس پرست مرد اور ہم جنس پرست عورت کی پسند کی بنیاد پر بنتے ہیں، اور دونوں شریکِ حیات کی حیثیت سے اپنے گھریلو کردار نبھاتے رہتے ہیں[75]

یک زوجگی خاندانی نظام(Monogamous Family):

---

[73] Arderson, Margret, Land Tylor, Howard Francis, Sociology: Understanding a divorce society, (United States: Thomson Wordsworth, 2006), Page No. 396
[74] U.S Censes, "Current population survey – Definitions and Explanations, 2004.
[75] ALGBTICAL LGBT Glossary of Terminology, ALGBTICAL Association for lesbian, Gay, Bisexual and Transgender issues in Councling of Alabama, 2005.

The Scholar Islamic Academic Research Journal
Vol. 8, No. 2 || July –December 2022 || P. 71-105
https://doi.org/10.29370/siarj/issue15urduar5

ایسا خاندان جس میں آدمی اپنی زندگی میں صرف ایک ہی زوج رکھتا ہو اسے یک زوج خاندان کہا جاتا ہے[76]
1880ع میں جاپان، 1953ع میں چین، 1955ع میں بھارت اور 1963ع میں نیپال کے اندر دو ازواج رکھنے والوں پر پابندی عائد کی گئی، یک زوجگی شادیوں کو قانونی حیثیت دینے کے لیے تحریک حقوق نسواں نے UNO General Assembly کو سفارش کی۔ اقوامِ متحدہ کی جنرل اسمبلی نے سیڈا کنونشین 1979ع میں یک زوجگی پر اتفاق کیا اور دنیا کے 180 ممالک میں انٹرنیشنل لیول پر اس نظام کے اطلاق کے لئے سفارشات کیں ۔ یک زوج خاندان اپنانے کی بڑی وجوہات سے جسم فروشی سے پھیلنے والے امراض، شریکِ حیات کا پر تحفظ رویہ اور تعلقات کے بارے میں ذہنی سوچ، ارد گرد کے ماحول میں وسائل کی دستیابی، جغرافیائی تقسیم جیسے عوامل شامل ہیں۔[77]

کثیر زوج خاندانی نظام (Polygamous Family):

ایک وقت میں جہاں ایک سے زائد ازواج کے ساتھ شادی کا تعلق ہو ایسے خاندانی نظام کی کثیر زوج خاندانی نظام کہا جاتا ہے شوہر اور بیوی دونوں ایک وقت دو افراد کے ساتھ اپنا تعلق قائم رکھ سکتے ہیں۔ جو فرد ایک ہی وقت میں ایک سے زائد بیویاں رکھے ایسے فرد کو پولی گائنی (Polygene) کہا جاتا ہے ایسی عورت جو ایک وقت دو مردوں کے ساتھ شادی کرلے تو اسے پولی میری (Poly Marry) کی اصطلاح سے جانا جاتا ہے۔
مشرق وسطیٰ، افریکہ اور اسلام کے خاندانی نظام میں ایک وقت ایک سے زائد بیویاں رکھنے کا رواج موجود ہے۔ لیکن مغربی معاشروں میں ایک سے زائد شوہر رکھنے کی اجازت موجود ہے۔ جبکہ ہندوستان چین اور نیپال کے اندر بھی ایک ہی عورت دو بھائیوں سے ایک وقت شادی کرسکتی ہے۔ جس کے لئے (Fraternal Polyandry) کی اصطلاح استعمال ہوتی ہے۔[78]

---

[76]International Journal of Social psychiatry, "A comparison of family functioning life and Mortal Satisfaction and mental health of women in polygamous and monogamous marriages.
[77] Committee on the "Eliminations of Discrimination organist women", Archived from the original on 14-09-2017.
[78] Zeitzen, Miriam, Koktved goard, Polygany: a cross cultural analysis, (New Yark: Beeg Publisher, 2008), Page No.3.

The Scholar Islamic Academic Research Journal
Vol. 8, No. 2 || July –December 2022 || P. 71-105
https://doi.org/10.29370/siarj/issue15urduar5

تشکیلِ خاندان کے عالمی رجحانات:

حالیہ برسوں میں خاندان کے ادارے میں بڑی تبدیلیاں رونما ہوئی ہیں، عورت کے اندر والدین اور بچوں پر مشتمل جو روایتی خاندان تھا آج کے دوَر میں اس کی صرف اختیاری حیثیت رہ گئی ہے۔ مرد اور عورت کے کرداروں میں بھی تبدلی آگئی ہے۔ اس دورِ جدید میں مرد اور عورت تعلیم اور روزگار کے مواقع سے برابر فیض یاب ہو رہے ہیں جس کی وجہ سے تشکیلِ خاندان واقدار میں بڑی ناقابلِ یقین تبدیلیاں رونما ہوئی ہیں۔ شادی کی شرح میں کمی، ہم خانگی کی وسیع حد تک مقبولیت، طلاق میں اضافہ، ہم جنس پرست شادیوں کو قانونی حیثیت سے نوازنا، افزائش نسل کی شرح میں کمی کے باعث یورپی یونین نے کنبہ کے افراد کی تعداد 2۔4 فی گھرانہ کر دی ہے [79]

2013ع کے اعداد و شمار برائے سویڈن کے مطابق مختلف ممالک کے اندر سال 2000ع میں کم تعداد بچوں کو والدین کی طلاق کا سامنا کرنا پڑا۔

سویڈن میں شادیوں کا رجحان بڑھا اور بے اولادی میں کمی آئی۔ لوگوں میں تیسرے بچے کو جنم دینا عام ہو گیا جس سے یہ بات ظاہر ہو گئی کہ نیوکلیئر فیملی میں کمی نہیں ہو رہی ہے۔ شادیوں کی شرح میں کمی اور طلاق مین اضافے کے باعث مخلوط خاندانوں اور انفرادی مورث خاندانوں کی تعدا میں اضافہ ہوا۔ سال 1979ع سے 2009 تک یورپی ممالک میں شادی کی شرح 8 فیصد سے کم ہو کر 5 فیصد تک رہ گئی۔ ترکی، کوریا، چلی اور اٹلی میں شادی کی شرح بدستور رہی۔ امریکا میں طلاق کی شرح میں بے پناہ اضافہ ہوا۔ جبکہ بیلجیم، اٹلی اور میکسیکو میں شرحِ طلاق کم رہی۔ وہاں پر مجموعی طور پر شادیوں کی شرح کم رہی۔ جبکہ طلاق کا رجحان بڑھ رہا ہے۔ [80]

یورپ کے اندر زیادہ تر ممالک میں اکیلے رہنے کا رجحان نئی نسل میں کم ہو رہا ہے جبکہ ہم خانگی کا رجحان بڑھ رہا ہے۔ جس میں شمالی یورپ، فرانس اور دوسرے انگریزی بولنے والے ممالک ہیں، جبکہ اٹلی، مصر، پولینڈ، ترکی اور جمہوریہ سلاویہ میں ہم خانگی کا رجحان بہت کم ہے۔

---

[79] The European Values Education (EVE), "Teaching about the family values of Europeans", University of Postdamer, Anka Uhlenwinkel, 2013.

[80] Population and Development Reviews. "Comparing family system in Europe and Asia: Are there different sets of rules?", Vol: 22, No. 1, Jack Goody, (New York : Population Council, 1996). Page No.13.

The Scholar Islamic Academic Research Journal
Vol. 8, No. 2 || July –December 2022 || P. 71-105
https://doi.org/10.29370/siarj/issue15urduar5

عصرِ حاضر میں دنیا کے اندر جدید طرزِ زندگی اپنانے والوں کا عالم یہ ہے کہ وہ رازداری، خود پسندی، خود مختاری اور ذاتی خوشی کو زیادہ اہمیت دے رہے ہیں۔ آزاد زندگی اپنانے سے وہ اپنے بڑوں کی اطاعت سے محروم ہیں۔ انفرادی خاندان کی اہمیت کو زور دے رہے ہیں۔ حقیقتاً خاندان سے زیادہ تفریح، کام کاج، مذہب اور سیاست میں دوست کی فکر ہے اور ترجیح بھی اسے ہی دے رہے ہیں۔ [81]۔

عالمی منشور برائے انسانی حقوق 30 دفعات پر مشتمل ہے جسکا تعلق براہِ راست شہری، سماجی، سیاسی، اقتصادی اور ثقافتی حقوق پر مبنی ہے۔ جس میں دفعہ تین سے لیکر اکیس تک شہری اور سیاسی حقوق آجاتے ہیں۔ جنھیں تسلیم کیا گیا ہے جن میں زندہ رہنے کا حق، آزادی اور سلامتی کا حق، ظلم و تشدد اور غلامی سے آزادی، توہین آمیز سزا یا برتاؤ سے نجات، قانونی طور پر تحفظ، غیر قانونی گرفتاری، نظر بندی یا جلاوطنی سے نجات، عدالت کے ذریعے شکایات کا ازالہ اور ایک غیر جانبدار ٹریبونل کے ذریعے الزامات کی غیر جانبدارنہ منصفانہ کھلی عدالت میں سماعت اور جب تک جرم ثابت نہ ہو جائے بے قصور تصور کئے جانے کا حق، گھریلو معاملات، خلوت، خاندانی امور، خط و کتابت پہ مشتمل بے قائدہ اور ناجائز طریقے پر روک تھام سے آزادی، شہریت حاصل کرنے کا حق، سیاسی پناہ لینے کا حق، نقل و حرکت کی آزادی، شادی کرنے اور شادی سے خاندانی بنیاد رکھنے کا حق، اور مذہب کی آزادی کا حق، اظہارِ رائے کا حق، جائداد کی ملکیت کا حق، جماعت سازی اور میل جول کا حق، سرکاری ملازمت کے حصول کا حقِ مساوی، اور حکومت میں شریک ہونے کی آزادی کا حق شامل ہیں۔ جبکہ دفعاد 22 سے 27 میں سماجی، ثقافتی اور اقتصادی حقوق آجاتے ہیں۔ عالمی منشور برائے انسانی حقوق کی آخری دفعات 28 سے 30 کے تحت ہر ایسے سماجی اور بین الاقوامی نظام کا حق رکھتا ہے جس مین آزادی اور ان حقوق کو من و عن تسلیم کیا گیا ہے [82]

تقابلی مطالعہ:

مغربی قوانین کے پیروکار افراد ایک یا دو نہیں بلکہ بہت سارے خاندانی نظاموں کو اپنائے ہوئے ہیں۔ جن میں مرکزی خاندان، مفرد مورث خاندان، گھریلو شراکت داری خاندانی نظام، وسیع خاندانی نظام، معتبر خاندانی نظام، مخلوط یا مرکب

---

[81] European Values study (EVS), “Comparison of importance of Family and Friends to Europeans, 2008(Survey)

[82] Aqwam e Muttahida ke mutaliq bunyadi haqaiq, matbooaa daftar e ittilaat e aama aqwam e muttahida, Islamabad, 1973, p.88-89

The Scholar Islamic Academic Research Journal
Vol. 8, No. 2 || July –December 2022 || P. 71-105
https://doi.org/10.29370/siarj/issue15urduar5

خاندانی نظام، پسند کے خاندانی نظام، یک زوج خاندانی نظام اور کثیر زوج خاندانی نظام میں جکڑے ہوئے اپنی اپنی زندگی بسر کر رہے ہیں۔

جہاں پر غیر مذہب رویوں اور دوسری وجوہات کی بنا پر طلاق عام ہے، ہم جنس پرستی کی لعنت اور جنسی حوس پرستی عام ہونے، ہوٹلوں، کلبوں، جواخانوں کے لاتعداد مواقع ہونے کے باوجود، شراب، کوکین اور دوسری جدید ترین نشہ آور چیزیں اپنانے کے باوجود سکون نامی چیز کے پیچھے مارے مارے پھر رہے ہیں۔ جہاں پر اپنے ماں باپ کو نرسنگ ہومز اور اولڈ ایج ہائوسز کی زینت بنا کر رکھنا عام ہے، وہ اپنے والدین اور بڑوں کی سرپرستی، شفقت، محبت، ادب واحترام اور خدمت سے محروم ہیں۔ جہاں پر عورت چند سکوں کے عیوض اشتہارات کی زینت اور ننگی ہونے میں شرم محسوس نہیں کرتی۔ ایسے معاشرے میں تعلیم و تربیتِ اولاد دنیا تک محدود ہے اور بلوغت کو پہنچتے ہی انہیں آزاد ہو کر رہنا ہوتا ہے۔ ایک دوسرے کے حقوق و فرائض پامال ہو رہے ہیں ایسا معاشرہ جنگل کے معاشرے کی مانند بن چکا ہے۔

پاکستان ایک اسلامی ملک ہے جہاں پر قانون اسلامی تعلیمات کی روشنی میں بنائے گئے ہیں۔ پاکستان میں دو طرح کے خاندانی نظام رائج ہیں ایک مشترکہ خاندانی نظام دوسرا انفرادی خاندانی نظام۔ مشترکہ خاندانی نظام کے اندر رہنے والے افراد کی تعداد سب سے زیادہ ہے جبکہ دوسرے نمبر پر انفرادی خاندانی نظام کو اپنانے والے ہیں۔ ہمارے ملک میں ایک دوسرے کے ساتھ مل جل کر رہنے کی وجہ سے رنج و راحت میں ایک دوسرے کے کام آنے، والدین کی سرپرستی میں گزارنے، انکی خدمت کر کے دنیا و آخرت کی بھلائیاں حاصل کرنے کے خوب مواقع میسر ہوتے ہیں جن سے لوگ بخوبی بہرہ مند ہوتے ہیں۔ بچوں کی تعلیم و تربیت صرف دنیوی زندگی تک محدود نہیں ہوتی بلکہ آخرت تک وسیع ہوتی ہے جسے پورا کرنا اجر ثواب پر مشتمل ہوتا ہے۔ ماں باپ، بیوی، بہن بھائی، بیٹا ہو یا بیٹی انکا ملکیت میں حصہ دینے کا معاملہ اسلامی تعلیمات کی روشنی میں طے پاتا ہے، الغرض ہمارے معاشرے کے اندر فرد واحد سے لیکر اجتماعیت تک ایک پر امن، پر سکون اور پر اطمینان زندگی گذارتے ہیں۔

خاتمۃ البحث:

اسلام دین رحمت ہے۔ اس کی رہنمائی فرداً فرداً انفرادی و اجتماعی تمام معاملات میں ہے۔ اسلام ہی وہ ضابطہء حیات اور نظام حیات ہے جو آج کے دور کے تقاضوں اور ضرورتوں کو پورا کر سکتا ہے بلکہ سکون کی تلاش میں بھٹکے ہوئے انسانوں کو احترام آدمیت، انسانی فلاح و بہبود اور پر سکون زندگی کی ضمانت بھی فراہم کرتا ہے۔

اسلامی اور بین الاقوامی قانون برائے انسانی حقوق کا تقابلی مطالعہ کرتے ہوئے یہ بات واضح طور پر کہی جاسکتی ہے کہ (UNO) ڈکلیئریشن فار ہیومن رائیٹس، یورپی کنونشن برائے تحفظ انسانی اور بعض دیگر مغربی قوانین ایک مسلسل

The Scholar Islamic Academic Research Journal
Vol. 8, No. 2 || July –December 2022 || P. 71-105
https://doi.org/10.29370/siarj/issue15urduar5

ارتقائی عمل کے بعد تشکیل دیئے گئے ہیں تاکہ انسانی حقوق کا تحفظ کیا جاسکے جبکہ اسلامی قانون برائے انسانی حقوق آج سے چودہ سو سال قبل حجۃ الوداع کے موقع پر وضع کئے گئے۔ جنھیں ریاستِ مدینہ کے قیام کے وقت ہی ریاستی سطح پر نافذ کیا گیا۔ جو کہ خلفائے راشدین اور انکے بعد کے ادوار میں انسانی حقوق کی پاسداری کرتے ہوئے آج کے ترقی یافتہ اور صنعتی دور میں بھی بہتر صورت میں نظر آتے ہیں۔ خاندانی نظام کے تحت عطا کردہ بنیادی انسانی حقوق، اصول و قوانین زیادہ مفصل، جامع اور مؤثر ہیں اور انسانیت کی بقاء بھی اسی میں ہے۔

This work is licensed under a Creative Commons Attribution-NonCommercial-ShareAlike 4.0 International (CC BY-NC-SA 4.0)